Childern book

Mission Aman

مشن امن

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مِشن اَمَن

(بچوں کے ڈرامے)

مصنفہ: صائمہ الٰہی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پیش لفظ

آج کل کے دور میں جبکہ سادہ زندگی بلند اخلاقی اور حب الوطنی جیسے جذبے کمزور ہوتے جا رہے ہیں نیز اس سلسلے میں براہِ راست تلقین اپنا اثر کھو بیٹھی ہے وہاں باتوں ہی باتوں میں بالواسطہ طور پر ڈراموں کے کرداروں کے ذریعے کوئی اچھی بات دل میں اتر جائے اور کردار سازی کا سبب بن جائے یہی میرے لکھے ہوئے ڈراموں کا بنیادی مقصد ہے۔ان ڈراموں میں اس بات کی حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ کوئی بات قاری پر گراں گزرے بغیر اپنا اثر بھی قائم رکھے اور قاری کی دلچسپی بھی۔ میں نے جو کچھ اپنے اردگرد دیکھا اخبار، رسالوں اور ٹی وی کے ذریعے جو کچھ پڑھا سنا اور دیکھا ایک خواہش ابھری کہ ہمارے معاشرے میں اتنی ساری خامیاں ہیں جنھیں دور کرنا آسان نہیں لیکن ہر ایک اپنے حصے کی کوشش کرے تو راہ میں پڑے کچھ کانٹے کم ہو جائیں گے۔

آخر میں، میں اپنی پیاری سی بہن شمائیلہ الٰہی جو ہر قدم پر میرے ڈراموں میں روشنی بھرتی رہی کی بے حد ممنون ہوں اور اپنے ابو جان جن کی ہمت افزائی نے مجھے اس لائق بنایا جو میں آج ہوں۔

صائمہ الٰہی

حیدرآباد (پاکستان)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اُردو کُتب خانہ
URDUKUTABKHANAPK.BLOGSPOT

انتساب:

میرے ابو جان کے نام

کتاب گھر کی پیشکش
http://www.kitaabghar.com
urdukutabkhanapk.blogspot.com

اُردو کُتب خانہ
URDUKUTABKHANAPK.BLOGSPOT

فہرست

☆

۱۔ مشن امن
۲۔ سہیل کی شرارت
۳۔ یادگار شادی
۴۔ ایک اور ہو جائے
۵۔ سادگی

http://www.kitaabghar.com
urdukutabkhanapk.blogspot.com
اُردو کُتب خانہ
URDUKUTABKHANAPK.BLOGSPOT
www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مشن امن

اہم کردار:

میر علی: دادا جان، ریٹائرڈ جنرل ظفر علی کے بڑے بھائی، عمر 65 سال، نہایت شفقت بھرا لہجہ رکھنے والی شخصیت۔

ظفر علی خان: گرینڈ انکل، ریٹائر جنرل، عمر 60 سال کے قریب۔

رضوان: میر علی خان کا پوتا، نوجوان، بی ایس سی کا طالب علم۔

لیلیٰ: میر علی خان کی پوتی، نوجوان لڑکی، رضوان کی چھوٹی بہن، انٹر کی طالب علم۔

جون لی (John Lee): رضوان کا انٹرنیٹ فرینڈ، دہشت گرد۔

(پہلا سین)

(یہ میر علی خان کا گھر ہے جو کہ پانچ افراد پر مشتمل ہے.... محمود علی، میر علی خان کا اکلوتا بیٹا ہے اور شادی شدہ ہے۔ اس کے دو بچے ہیں، دونوں بچے کالج کے اسٹوڈینٹ ہیں.... 14 اگست میں چھ دن باقی ہیں..... رضوان علی اس پر مسرت موقع پر کالج میں ہونے والے ڈرامے میں حصے لے رہا ہے، رضوان اس کے بارے میں اپنے انٹرنیٹ فرینڈ جون لی کو بتاتا ہے)

رضوان علی: (انٹرنیٹ آڈیو چیٹنگ کرتے ہوئے) ''ہیلو، جون لی، ہاؤ آر یو..... آئی ایم فائن.... ویئر آر یو، وی آر ٹاکنگ آفٹر آ لونگ ٹائم..... اوہ آئی سی..... اٹس اوکے.... لیٹ می ٹیل آ تھنگ، وی آر سلیبر یٹنگ آوران ڈیپنڈینس ڈے آن 14 آف اگست، اٹس آ پلیزنٹ ڈے فار اس..... ناٹ اونلی دس مائے کالج از ہولڈنگ آ پارٹی آن دس اسپیشل ڈے.... یس ڈرامہ از آ لسو ان کلیوڈیڈ، ڈو یو لائیک ڈرامہ؟..... واؤ (خوشی کے ساتھ) یو آ لسو وانٹ ٹو کم ان دس پارٹی..... یس وائے ناٹ، اٹ ول بی فل آف ایکسائٹمنٹ اف یو آ لسو جوائن می..... یو آر ویلکم..... یس رائیٹ ڈاؤن مائے ایڈریس..... (پتہ بتانے کے بعد) ٹیل می وین آر یو آر ائیونگ ہیئر۔ آن 10 اگست، اوکے.... سی یو

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

دین.....گڈ بائے۔'' (بات ختم کرنے کے بعد رضوان خود سے خوش ہو کر کہتا ہے) ''یس، اب پارٹی میں اور مزا آئے گا.... آؤ جون لی میں تمھیں سب سے ملانے کے لئے بے چین ہوں۔''

(دوسرا سین)

(لیلیٰ جو کہ میر علی خان کی پوتی ہے، ڈرائنگ روم میں ٹی وی دیکھ رہی ہے، ٹی وی پر یہ گانا چل رہا ہے ''تیری وادی وادی گھوموں، تیرا کونا کونا چوموں، تو میرا دلبر جان، تو میرا پاکستان، تو میرا دلبر جان، تو میرا پاکستان....'' اس دوران ٹیلی فون کی گھنٹی بجتی ہے.....لیلیٰ گنگناتی ہوئی ٹیلی فون کے قریب جاتی ہے اور فون اٹھا کر کہتی ہے کہ)

لیلیٰ: ''ہیلو.....گرینڈ انکل (کھلکھلاتے ہوئے) کیسے ہیں آپ.....میں بالکل ٹھیک ہوں، آپ سنائیں کیسے یاد آ گئی آپ کو ہماری.....کیوں نہ کروں ایسی بات، آپ وہاں جا کر ہمیں بھول ہی گئے ہیں.....چلیں خیر جانے دیجئے.....جی دادا جان.....؟ جی ہاں وہ اپنے کمرے میں ہیں، میں فوراً انہیں بلاتی ہوں.....''

(لیلیٰ دادا جان کو بلانے جاتی ہے اور انہیں ساتھ لے کر آتی ہے)

میر علی خان: ''ہیلو...ظفر علی خان کیسے ہو بھئی، فرصت مل گئی اپنے بڑے بھیا سے بات کرنے کی.....اچھا.....یہ تو آپ نے خوشی دگنی کر دی، سب یہ خبر سن کر بہت خوش ہونگے.....تو پھر آمد کب ہو گی.....10 اگست، واہ دل خوش کر دیا...آزادی کی خوشی اب اور دگنی ہو جائے گی.... ہاہاہاہا.... چلو ٹھیک ہے پھر اللہ حافظ....'' (مسکراتے ہوئے)

(دادا جان رسیور رکھ کر سب گھر والوں کو پکارتے ہیں)

میر علی خان: ''بیٹا محمود، بہو، رضوان سب یہاں آؤ ایک خوشخبری سنو۔''

لیلیٰ: (میر علی خان کی پوتی) ''دادا جان آپ بہت خوش نظر آ رہے ہیں، کہیں اس خوشی کی وجہ گرینڈ انکل تو نہیں....؟''

میر علی خان: (کندھے کا سہارا لیتے ہوئے) ''ہو سکتا ہے، پر ابھی تھوڑا سا انتظار کرو، ابھی سب کے سامنے خوشی کی خبر انا ؤنس کروں گا....''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

(ایک کے بعد ایک سب حاضر ہو جاتے ہیں)

محمود علی: (میر علی خان کا بیٹا) ''جی ابو جان آپ نے ہمیں یاد فرمایا....'' (ادب کے ساتھ)

میر علی خان: ''ہاں بیٹا... پر پہلے سب بیٹھتے ہیں پھر بات کرتے ہیں...(سب صوفے پر آمنے سامنے بیٹھ جاتے ہیں)

میر علی خان: ''خوشخبری یہ ہے کہ میرے چھوٹے بھائی ظفر علی خان کچھ دنوں کے لئے ہمارے ہاں رہنے کیلئے آ رہے ہیں۔''

محمود علی: ''چچا جان آ رہے ہیں، یہ تو واقعی خوشی کی خبر ہے...(خوش ہو کر)''

لیلیٰ: ''گرینڈ انکل مائے بیسٹ فرینڈ یہاں آ رہے ہیں، یاہو...دادا جان جلدی بتائیے نہ کب آ رہے ہیں وہ...؟'' (خوشی سے جھومتے ہوئے)

رضوان: (میر علی کا پوتا) ''دادا جان یہ لیلیٰ تو ان کے آنے کی خبر سن کر اتنا خوش ہے اور جب وہ یہاں آ جائیں گے تو کیا حال ہوگا۔''

لیلیٰ: (نہایت معصومیت کے ساتھ پیار بھرے لہجے میں) ''کیوں خوش نہیں ہونا چاہئے میں بہت خوش ہوں، میرے بیسٹ فرینڈ اتنے دنوں بعد ہم سے ملنے آ رہے ہیں اور وہ سب سے زیادہ مجھ ہی سے پیار کرتے ہیں۔''

(سب مسکرا رہے ہیں)

انجمن: (میر علی کی بہو) ''ابو جان کیا چچی جان ان کے ساتھ نہیں آ رہی ہیں...؟''

میر علی خان: ''وہ جاب کی وجہ سے ان کے ساتھ نہیں آ پائیں گی لیکن وہ 14 اگست کی صبح یہاں پہنچ جائیں گی.....بیٹا محمود 10 اگست کی صبح گیارہ بجے انہیں ایئر پورٹ ریسیو کرنے چلے جانا، تاکہ انہیں یہاں پہنچنے میں پریشانی نہ ہو....'' (خلوص کے ساتھ سمجھاتے ہوئے)

رضوان: ''10 اگست (خوش ہو کر) دادا جان 10 اگست کو میرا ایک انٹرنیٹ فرینڈ بھی یہاں ہمارے ہاں آ رہا ہے۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

،

میر علی خان: ''کون انٹرنیٹ فرینڈ؟''

رضوان: ''میرے انٹرنیٹ فرینڈ کا نام جون لی ہے وہ امریکہ میں رہتا ہے اور ہماری آزادی کی خوشیوں میں شریک ہونا چاہتا ہے۔''

لیلیٰ: ''لیکن ہماری آزادی سے اس کا کیا تعلق...؟''

رضوان: ''وہ ہمارے کالج کے 14 اگست کے فنکشن کو دیکھنا چاہتا ہے اور مجھ سے اور آپ لوگوں سے ملنا چاہتا ہے....اور ایک بات یہ کہ وہ ۱۴ اگست تک ہمارے ہاں مہمان بن کر رہے گا۔''

لیلیٰ: ''یہ کیا بات ہوئی، وہ اجنبی ہے، ہم ایک اجنبی کو اپنے گھر کیسے ٹھہرا سکتے ہیں.....''

میر علی خان: ''ہاں بیٹا، وہ اجنبی کون ہے کہاں رہتا ہے اور کیا کرتا ہے ہم نہیں جانتے اور وہ یہاں کسی ہوٹل میں بھی تو ٹھہر سکتا ہے۔''

رضوان: ''دادا جان آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں پر بات یہ ہے کہ وہ اس شہر سے بالکل انجان ہے اور وہ یہ چار دن میرے ساتھ گزارنا چاہتا ہے....ہماری آزادی کو وہ اپنی آزادی کہہ رہا تھا اور پھر ایسے میں، اسے میں کیسے منع کر سکتا تھا، میں اس سے وعدہ کر چکا ہوں۔''

میر علی خان: ''چلو ٹھیک ہے...تم اپنا وعدہ پورا کرو لیکن یہ دوستی اندھی نہیں ہونی چاہیے کیوں کہ وہ ایک انجان شخص ہے اس لئے آپ کو اس سے ہر پل خبردار رہنا ہوگا، ایسے شخص پر پورا بھروسہ نہیں کر سکتے جسکو ہم ٹھیک سے جانتے تک نہیں ہیں۔''

رضوان: ''دادا جان آپ بے فکر رہیں ایسا کچھ نہیں ہوگا جس کا آپ لوگوں کو ڈر ہے۔''

میر علی خان: ''میں یہی امید کرتا ہوں....''

(تیسرا سین)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

(10 اگست، تقریباً بارہ بجے ہیں.... محمود علی اپنے چچا ظفر علی خان کے ساتھ گھر میں داخل ہوتے ہیں.....سب گھر والے ریٹائر جنرل ظفر علی خان کا استقبال کرتے ہیں خاص کر لیلیٰ جوان سے بہت اٹیچ ہے فوراً جا کر اپنے انکل کے سینے سے لگ جاتی ہے....ظفر علی خان سب کے بیچ ایک اجنبی چہرا دیکھ کر پوچھتے ہیں)

ظفر علی خان: ''یہ نوجوان کون ہے....مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے، محمود علی آپ کے تو صرف دو ہی بچے ہیں....''

رضوان: ''گرینڈ انکل، ہی از مائے فرینڈ، جون لی فرام امریکہ۔''

ظفر علی خان: (لیلیٰ کے کان میں کھس پھس کرتے ہوئے) ''یہ انگریز کی اولاد ہمارا پیچھا کب چھوڑے گی....(لیلیٰ مسکراتی ہے)....ہیلو مسٹر جون لی ہاؤ آر یو....'' (ہاتھ ملاتے ہوئے)

جون لی: ''ہیلو، فائن تھینک یو، آپ کیسا ہیں؟'' (مختلف انداز میں اردو بولتے ہوئے)

ظفر علی خان: ''اوہ، تو جناب اردو بھی بولنا جانتے ہیں...گڈ...ویری گڈ....اردو کیوں سیکھی....؟''

جون لی: ''سیکھنا پڑا.....''

ظفر علی خان: ''کیوں؟ کسی نے دباؤ ڈالا تھا؟''

جون لی: ''نہیں....میرا مطلب ہے کہ مجھے اردو اچھا لگتا ہے۔''

ظفر علی خان: ''واہ بھئی، انگریزوں کو بھی اردو زبان اچھی لگتی ہے....حیرانی ہے....''

میر علی خان: ''جنرل صاحب ساری باتیں اسی پردیسی سے ہی کرتے رہیں گے یا پھر ہمارے پاس بھی بیٹھیں گے....بھئی ہم بھی تو پڑے ہیں راہوں میں۔''

ظفر علی خان: (صوفے پر بیٹھتے ہوئے) ''ہاہاہا...اپنے بڑے بھائی کو کیسے بھول جائیں، آپ تو ہماری جان ہیں....اور سنائیے کیا حال ہے؟''

میر علی خان: ''بس بھائی کیا سنائیں....بڑھاپا چڑھ آیا ہے....داڑھی اور بالوں میں چاندی اتر آئی ہے، ہڈیوں میں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بھی وہ طاقت کہاں جو جوانی میں تھی۔''

ظفر علی خان: (مسکراہٹ کے ساتھ) ''یہی تو فرق ہے عام آدمی اور ایک فوجی میں ...میں عمر میں آپ سے کچھ ہی سال چھوٹا ہوں لیکن پھر بھی ایکٹو، اسمارٹ اور ہینڈسم لگتا ہوں۔ مجھے بھی ایسا ہی لگتا تھا مگر ریٹائرمنٹ نے آخر احساس دلا دیا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔''

انجمن: (میر علی خان کی بہو) ''چچا جان کھانا تیار ہے، پہلے کچھ کھا لیجئے پھر باتیں کر لیجئے گا۔''

لیلیٰ: ''جی گرینڈ انکل.....میں نے بھی آپ کی پسندیدہ رس ملائی بنائی ہے۔''

ظفر علی خان: ''سچ....اپنے ہاتھوں سے، پھر تو ہمیں بالکل دیر نہیں کرنی چاہئے۔''

(سب گھر والے کھانا کھانے لگتے ہیں)

(چوتھا سین)

(10 اگست رات 8 بجے....گھر کے گارڈن میں رضوان جون لی کے ساتھ ٹہلتے ہوئے باتیں کر رہا ہے)

رضوان: ''جون، تم خوش تو ہو نہ یہاں میرے ساتھ....؟''

جون لی: ''یس خوش ہوں.....بٹ یور فیملی ہم سے خوش نہیں!''

رضوان: ''نہیں، بالکل ایسا نہیں ہے۔''

جون لی: ''فار گیٹ اٹ...ٹیل می واٹس یور کالج پارٹی ٹائم؟'' (تمھارے کالج میں پارٹی کس وقت ہے)

رضوان: ''13 اگست کی رات 8 بجے ہمارے کالج میں فنکشن شروع ہو جائے گا اور 12 بجے میرا ڈرامہ جیسے ہی اینڈ کو پہنچے گا، میں بم ڈسپوزر کی حیثیت سے بم ڈفیوز کر رہا ہوں گا اور ایک دم بم پھٹ جائے گا لیکن اس کا اثر کسی پر نہیں ہو گا بلکہ سب کے لئے دیکھنے والا منظر آسمان پر ہو گا جیسے ہی بم کا ٹائم ختم ہو گا بم سے آتش بازی شروع ہو جائے گی.....سچ دیکھنے والا منظر ہو گا ادھر بارہ بجے اور آسمان پر آتش بازی سے لکھا ہوا ہو گا Happy Independence Day۔''

جون لی: ''ریئلی اٹس ویری گڈ....'' (اور پھر دل ہی دل میں طنزیہ لہجے میں بولتا ہے) ''ریئلی اٹس ویری گڈ، اٹس آ گڈ اپر چونیٹی فار می.....ناؤ سی واٹ آئی ول پلین....''

(پانچواں سین)

(گرینڈ انکل اور لیلیٰ ڈرائینگ روم سے بالکنی کی طرف آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے باتیں کر رہے ہیں)

لیلیٰ: ''گرینڈ انکل، آپ کتنے خوش قسمت ہیں کہ آپ مرد ہیں.....اگر میں بھی عورت کے بجائے مرد ہوتی تو آپ کی طرح میں بھی اپنے ملک کے دفاع کے لئے محاذ پر نکل جاتی۔''

ظفر علی خان: ''ایسا آپ سے کس نے کہا کہ صرف مرد ہی ملک کا دفاع کر سکتے ہیں..... پاکستان کی تحریک آزادی میں عورتوں نے بھی بہت جدوجہد کی تھی۔''

لیلیٰ: ''ہاں وہ تو ٹھیک ہے مگر جس طرح آپ مرد اپنی جان کی پروا کیے بغیر سرحدوں پر اپنے دشمنوں سے لڑتے ہیں اس طرح ہم عورتیں تو نہیں کر سکتیں نا۔''

ظفر علی خان: ''دیکھو بیٹا، دشمن کبھی ایک طرف سے وار نہیں کرتا اور اس کے وار کرنے کی کوئی بھی صورت ہو سکتی ہے دشمن کہیں بھی کسی بھی جگہ ہو سکتا ہے بس ہمیں چوکنا رہنے کی ضرورت ہے، ہم آرمی والے تو صرف سرحد کی حفاظت کرتے ہیں لیکن بہت سے شر پسند عناصر ہمارے اس ملک میں بھی موجود ہیں جو دہشت گردی کے ذریعے ملک کے امن و امان کو تباہ کر رہے ہیں فرقہ واریت پھیلا رہے ہیں اور ہمارے اتحاد کو توڑنے کی کوشش کر رہے ہیں تا کہ ہم آزاد ہو کر بھی بے سکونی کی زندگی گزاریں.....(بالکنی میں قدم رکھتے ہوئے) اگر آپ اپنے ملک کے لئے کچھ کرنا چاہتی ہیں تو ایسا کرو جو نہ صرف انفرادی طور سے فائدہ دے بلکہ اجتماعی طور پر بھی....اور ہر وقت خبردار رہنا چاہیے کہ جب کبھی کوئی مشتبہ شخص نظر آئے تو فوراً پولیس کو اطلاع دو....اس طرح ان کے برے ارادوں کو ناکام بنایا جا سکتا ہے۔ ہمارا ملک ہم سے ہے اس لئے ایسے کام کرنے چاہییں جو قانون کے مطابق ہو، اس سے ہمارا ملک ترقی کی راہ پر

گا مزن ہو سکے گا۔''

لیلیٰ: ''گرینڈ انکل آپ کی باتوں نے میرے اندر جیسے قوت پیدا کر دی ہو، میں بہت اچھا محسوس کر رہی ہوں.....'

'(گارڈن میں کھڑے رضوان اور جون لی کی طرف نظر ڈالتے ہوئے) ''انکل یہ لڑکا جون لی کچھ عجیب سا نہیں لگتا۔''

ظفر علی خان: ''کیوں کیا ہوا؟''

لیلیٰ: ''لڑکیوں کی طرح لمبے بال اور دیکھو شیو بھی نہیں کرتا۔''

ظفر علی خان: ''غریب امریکی ہوگا.....شیونگ اور بال کٹوانے کے لئے روپے پیسے نہیں ہونگے۔''

لیلیٰ: ''پر انکل امریکہ میں روپے پیسے تو ویسے بھی نہیں ہوتے وہاں تو ڈالر ہوتے ہیں۔''

ظفر علی خان: ''ہاں میرا بھی وہی مطلب تھا۔''

لیلیٰ: ''جون لی اور غریب، غریب دل کا ہوگا لیکن میں نے تو اس کے پاس موبائل فون بھی دیکھا ہے، مجھے یہ دھوکے باز لگتا ہے اور مجھے تو ایسا بھی لگتا ہے کہ یہ امریکہ سے صرف رضوان بھائی کی پارٹی میں شریک ہونے تو نہیں آیا ہے، ضرور کوئی بڑی وجہ ہے۔''

ظفر علی خان: ''اگر ایسا ہے تو ہم اس کی جاسوسی کریں گے، اس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھیں گے، رائیٹ.....'

'(انگوٹھا دکھاتے ہوئے)

لیلیٰ: ''رائیٹ.....'' (انگوٹھا دکھاتے ہوئے)

(چھٹا سین)

(11 اگست کی رات کو جون لی اپنے کمرے میں کسی سے اپنے موبائل فون پر بات کر رہا ہے)

جون لی: ''ہیلو.....یس جون لی.....نو اٹ از ناٹ ایزی بٹ آئیل ٹرائے مائے بیسٹ...رضوان فیملی از گڈ بٹ اے گیسٹ ہی از ریٹائرڈ جنرل مے ڈسٹرب آور پلان.....یس آئیل ٹیک کیئر.....گڈ بائے...(فون آف کرتا ہے)

(ساتواں سین)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

(پانچ منٹ بعد)

لیلیٰ: ''گرینڈ انکل، وہ موبائل فون پر کسی سے بات کر رہا تھا، ہاں میں نے چھپ کر سننے کی کوشش کی مگر وہ کیا بول رہا تھا، مجھے صاف سنائی نہیں دیا۔''

ظفر علی خان: (مذاقاً) ''کیا وہ انگلش میں بات کر رہا تھا؟''

لیلیٰ: (بھولے پن سے) ''جی ہاں۔''

ظفر علی خان: ''تبھی.....''

لیلیٰ: ''انکل تبھی سے آپ کی کیا مراد ہے مجھے انگلش نہیں آتی (روہانسے انداز میں) آئی کین اسپیک انگلش۔''

ظفر علی خان: (پیار سے مناتے ہوئے) ''ارے نہیں نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا۔''

لیلیٰ: ''تو کیا مطلب تھا آپ کا؟''

ظفر علی خان: ''میرا مطلب تھا کہ چونکہ وہ ایک انگریز ہے اس لئے لہجہ تھوڑا مختلف ہے جس کی وجہ سے ہم بعض باتیں سمجھ نہیں پاتے..... یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ صاف سن نہ پائی ہوں۔''

لیلیٰ: ''جی ہاں، ورنہ میں انٹر کلاس کی طالب علم ہوں تھوڑی بہت انگلش مجھے بھی آتی ہے۔''

ظفر علی خان: ''کیوں نہیں۔''

(آٹھواں سین)

(12 اگست کی صبح 9 بجے... گرینڈ انکل کی لاڈلی بھاگتی ہوئی ان کے کمرے میں آتی ہے اور لمبے لمبے سانس لیتی ہے)

ظفر علی خان: (پریشان ہوکر) ''کیا ہوا لیلیٰ، یوں بھاگتی ہوئی کہاں سے آرہی ہو، کچھ ہوا کیا؟''

لیلیٰ: ''گرینڈ انکل، ہمارا شک بالکل ٹھیک تھا۔''

ظفر علی خان: ''کیا مطلب....؟''

لیلیٰ: ''انکل وہ جون لی واقعی کسی مقصد کے تحت یہاں آیا ہے۔''

ظفر علی خان: ''اچھا مگر آپ کو کیسے پتا چلا...؟''

لیلیٰ: ''انکل، میں نے آج پھر اسے کسی سے موبائل فون پر بات کرتے سنا ہے، وہ کہہ رہا تھا کہ ڈونٹ وری آئی ول ناٹ ریٹرن بی فور کمپلیٹنگ مشن....'' (فکر نہ کرو میں اپنا مشن مکمل کئے بنا نہیں لوٹوں گا)

ظفر علی خان: ''یہ تو واقعی پریشانی کی بات ہے۔''

لیلیٰ: ''ہمیں کیا کرنا چاہیے.....کیا ہم پولیس کو فون کریں؟''

ظفر علی خان: ''پولیس کچھ نہیں کر سکتی.....اور ہمارے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ وہ یہاں کسی غلط ارادے سے آیا ہے۔''

لیلیٰ: ''تو پھر ہم کیا کریں، بھیا رضوان کو بتائیں۔''

ظفر علی خان: ''نہیں ایسا نہ کرنا.....رضوان اسے اپنا دوست سمجھتا ہے، ہو سکتا ہے کہ اسے ہماری بات پر یقین نہ آئے اور ہم سے کوئی غلطی ہو جائے.....ہمیں صحیح وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔''

(نواں سین)

(12 اگست، شام کا وقت ہے.....رضوان اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہے اور کچھ سوچ رہا ہے...کمرے میں جون لی داخل ہوتا ہے، رضوان کو اداس دیکھ کر پوچھتا ہے)

جون لی: ''ہے.....واٹ ہیپن، یو آر لوکنگ اپ سیٹ.....از دیئر اینی پرابلم...؟'' (تمھیں کیا ہوا کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہو۔ کوئی مسئلہ ہے؟)

رضوان: ''کچھ نہیں...''

جون لی: ''کم آن یار، آئی ایم یور فرینڈ، پلیز ٹیل می۔''

رضوان: ''بس یار ایک چھوٹی سی پرابلم ہے۔ وہ میں نے تمھیں ایک بم کے بارے میں بتایا تھا نا جو ٹائم ختم ہونے پر آسمان پر پیپی ان ڈیپینڈینس ڈے کا منظر پیش کرے گا، بس اس کا انتظام نہیں ہوسکا.... ٹیچر نے اس کی ذمہ داری مجھے سونپی تھی۔''

جون لی: (دل ہی دل میں) ''مجھے موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے، یہی صحیح موقع ہے جس سے میں اپنے مشن میں کامیاب ہوسکتا ہوں.... بس اتنی سی بات، میں تمھاری مدد کروں گا۔''

رضوان: ''مگر کیسے....؟ تم تو خود اس شہر سے انجان ہو۔''

جون لی: (انگریزی میں) ''تم فکر نہ کرو، یہاں میرا جاننے والا ایک شخص رہتا ہے، وہ ہماری اس معاملے میں مدد ضرور کرے گا۔''

رضوان: ''مگر وہ ہے کون....؟''

جون لی: ''لیواٹ ٹومی، اٹس مائے پرابلم..... میں ابھی تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔''

رضوان: ''مگر....؟ چلا گیا... (پریشان ہوکر) جون کو آئے ہوئے دو دن ہوئے ہیں، اس کا جان پہچان والا کون ہے یہاں؟..... اور مجھے کیوں نہیں بتایا... آئی کانٹ انڈر سٹینڈ یو مسٹر جون۔''

(دسواں سین)

(ایک گھنٹے بعد..... رضوان کے کالج کا دوست اس سے ملنے گھر آتا ہے دونوں گیٹ کے باہر کھڑے باتیں کر رہے ہیں)

رضوان: ''ہم نے محنت تو بہت کی ہے اب نتیجہ دیکھتے ہیں۔''

سہیل: ''اور اس آتش بازی والے بم کے بارے میں ٹیچر کو بتایا تھا، شاید وہ اس کا انتظام کرلیں۔''

رضوان: ''نہیں اب ٹیچر سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سہیل: ''کیوں....؟ کیا تم نے اس کا انتظام کرلیا ہے۔''

رضوان: ''نہیں ابھی انتظام تو نہیں ہوا ہے مگر اس کا انتظام جون لی نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے وہ کہہ رہا تھا کہ وہ ایسے شخص کو جانتا ہے جو اس معاملے میں ہماری مدد کرے گا۔''

سہیل: ''لیکن تم تو کہہ رہے تھے کہ یہ جگہ اس کے لئے انجان ہے تو پھر یہ سب....خیر وہ آدمی کون ہے جو اس کا انتظام کرے گا....؟''

رضوان: ''پتا نہیں....؟''

سہیل: ''جب ہم یہ نہیں جانتے کہ وہ آدمی کون ہے تو ہم اس کی مدد کیسے لے سکتے ہیں اور تمھیں اس انگریز کی اولاد جون لی پر اتنا بھروسہ ہے...'' (غصہ میں)

(رضوان اپنے اندر عجیب سی گھبراہٹ محسوس کرتا ہے)

(گیارہواں سین)

(رات کو جب رضوان اپنے کمرے میں سونے کے لئے جانے لگتا ہے تو اسے جون لی کے کمرے سے اس کے بولنے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ رضوان حیران ہوتا ہے کہ جون لی رات کو کس سے باتیں کررہا ہے....تو رضوان اس کی باتیں سننے کی کوشش کرتا ہے۔ باہر آواز کچھ یوں آرہی ہیں)

جون لی: (موبائل فون پر کسی سے انگریزی میں باتیں کرتے ہوئے) ''آخر کار ہم اپنے منصوبے میں کامیاب ہونے ہی والے ہیں، کسی کو مجھ پر ذرا برابر شک نہیں ہوا ہے کہ میں یہاں ان کے آزادی کے دن کو سوگ میں بدلنے آیا ہوں....آزاد ملک حاصل تو کرلیا ہے لیکن ہم انہیں آزاد اور پرامن زندگی گزارنے نہیں دیں گے....بس ایک رات اور....پھر کل رات بارہ بجے ۱۴ اگست جیسے ہی شروع ہوگی، رضوان کی پارٹی میں بم پھٹے گا اور اس بم کی رینج اتنی زیادہ ہوگی کہ وہ پوری بلڈنگ کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا، ہاہاہاہا....اوہ ناٹ ٹو اسپیک آف رضوان، ہی از وری فو لش مین ہاہاہاہا....میری دوستی میں بے چارہ میری اصلیت سے انجان ہے...یہ پانچواں لڑکا ہے جسے ہم نے بیوقوف

بنایا ہے... پہلے بہانے سے دوست کے گھر میں گھسنا، پھر فیملی کو اپنی ایمانداری کا یقین دلانا، اور اردو زبان سیکھنے سے معاملہ اور آسان ہو گیا ہے لوگوں کو میٹھی میٹھی باتوں سے بے وقوف بنایا جا سکتا ہے، بہت بھولے ہوتے ہیں یہ پاکستانی... ہاہاہا...''

(رضوان یہ باتیں سن کر فوراً اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے اور دل ہی دل میں جون لی پر غصہ ہو رہا ہے)

رضوان: ''اتنا بڑا دھوکا... جون لی تم اپنے ہی دوست کے ساتھ اتنا بڑا دھوکا کر رہے تھے.... میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم اتنے گر جاؤ گے.... جون تم دوستی کی آڑ میں میرے ہی دیس کے لوگوں کے ساتھ ایسا کرو گے..... آئی ہیٹ یو، آئی ہیٹ یو جون.... پر اب میں خاموش نہیں بیٹھوں گا میں بھی سب کو... نہیں بلکہ اب اور آج سے ایک مشن تیار کرتا ہوں۔ جو تمھارے مشن کو ناکام بنا دے گا۔ تم نے مجھے دھوکا دیا جون، اب تم دھوکا کھاؤ گے۔ میں تمھارے گندے ارادوں کو کامیاب نہیں ہونے دوں گا... میں اپنے ملک پاکستان پر اٹھنے والی ہر بری نظر کو ایسا سبق سکھاؤں گا کہ تم تو کیا تمھاری اگلی پشتیں بھی یاد رکھیں گی..... میرا وطن پاکستان آزاد ہے اور آزاد رہے گا، تم جیسے لوگ اس کے امن کو تباہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہم سب کا ایک ہی نعرہ ہے، اللہ اکبر، اور اللہ ہمیشہ سچ کا ساتھ دیتا ہے۔''

(بارہواں سین)

(میر علی خان اور ظفر علی خان بیڈ روم میں بیٹھے ٹی وی پر خبریں دیکھ رہے ہیں اور حالات حاضرہ پر باتیں بھی جاری ہیں..)

میر علی خان: ''ایل او سی پر جنگ بندی کا فیصلہ دونوں ممالک کے لئے خوشگوار رہا، جس سے دونوں ملکوں کو قریب آنے کا موقع ملا، دعا کرتا ہوں پاک بھارت دوستی یوں ہی بنی رہے اور کشمیر کا مسئلہ بھی با آسانی حل ہو جائے، بہت کر لی کشمیریوں نے غلامی....''

ظفر علی خان: ''صحیح کہتے ہیں آپ بھائی صاحب، لیکن یہ تبھی ممکن ہے جب دونوں طرف سے با مقصد گفتگو ہو....

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

(ایک دم ٹی وی کی طرف دیکھ کر) تھوڑی آواز بلند کیجئے بھائی صاحب، جیو پر تازہ ترین خبر ہے....لو سنو ایک اور بم دھماکہ.... یہ سال کراچی کے لئے نہایت ہی بدقسمت ثابت ہوا، دہشت گردی کے واقعات نے تو کراچی کا امن و سکون تباہ کر رکھا ہے.....''

میر علی خان: ''پاکستان نے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے جب سے امریکہ سے ہاتھ ملایا ہے ان واقعات میں اضافہ ہوتا ہی جا رہا ہے۔ ہر پل یہ خطرہ لاحق ہے کہ نہ جانے کب کسی لمحے کسی جگہ بم دھماکہ ہو جائے.... ہر جگہ حفاظتی اقدامات سخت کرنے کی ضرورت ہے....''

(اسی دوران کمرے میں رضوان داخل ہوتا ہے...گرینڈ انکل اور دادا جان رضوان کو دیکھ کر پوچھتے ہیں)

میر علی خان: (مسکراتے ہوئے) ''آؤ بیٹا رضوان، وہاں دروازے پر کیا کر رہے ہو...؟''

رضوان: ''دادا جان میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں.....''

میر علی خان: ''ہاں کہو میں سن رہا ہوں۔''

(رضوان جون کی ساری باتیں بتاتا ہے اور پھر کہتا ہے)

رضوان: ''دادا جان میں شرمندہ ہوں میری وجہ سے آج آپ کو یہ دن دیکھنا پڑا۔''

ظفر علی خان: ''میں یہ بات جانتا تھا کہ جون لی کسی مشن کے تحت یہاں آیا ہے، لیلیٰ نے اس کی جاسوسی کی تھی اسی نے مجھے اس بات سے آگاہ کیا، پر میں بنا کسی ثبوت کے اگر آپ کو جون لی کے خلاف کچھ بتاتا تو آپ میرا یقین نہ کرتے۔''

رضوان: ''شاید آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں، پر میرے پاس ایک منصوبہ ہے اس کے مشن کو ناکام بنانے کا..... پر اسے بالکل شک نہیں ہونا چاہیے کہ ہم اس کے مشن کے بارے میں جان چکے ہیں.....اور اس مشن کا نام ہوگا ''مشن امن''....(تینوں ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہیں)

(تیرہواں سین)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

(13 اگست صبح گیارہ بجے ہیں، جون لی گھر میں داخل ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ رضوان سب گھر والوں کے ساتھ بیٹھا ہے، جون لی، رضوان کو آواز دے کر کمرے میں آنے کو کہتا ہے اور پھر خود کمرے میں چلا جاتا ہے اس کے ہاتھ میں ایک پیکٹ بھی ہے.....رضوان چالاکی سے اپنے دادا جان اور گرینڈ انکل کو آنکھ مار کر مشن کا آغاز کرتا ہے...)

(چودھواں سین)

(کمرے میں)

جون لی: ''رضوان آئی وانٹ ٹو شو یو سم تھنگ....(میں تمھیں کچھ دکھانا چاہتا ہوں)''

رضوان: ''اچھا، دکھاؤ...''

(جون لی پیکٹ کھولتا ہے، رضوان کچھ اس طرح ردعمل ظاہر کرتا ہے....)

رضوان: ''تم نے نقلی بم کا انتظام کر لیا....لیکن یہ تو بالکل اصلی لگتا ہے....کہاں سے لیا؟''

جون لی: ''یہ میرے ایک دوست نے دیا ہے۔''

رضوان: ''تمھارا یہاں میرے علاوہ بھی کوئی دوست ہے، تم نے کبھی بتایا نہیں....اچھا کیا نام ہے اس کا...؟'' (بم کا معائنہ کرتے ہوئے)

جون لی: ''نہیں اسے مت دبانا۔''

رضوان: ''کیوں؟''

جون لی: ''اسے دبانے سے ٹائم اسٹارٹ ہو جائے گا اور پھر.....''

رضوان: ''اچھا اچھا میں سمجھ گیا (بات کاٹتے ہوئے)....چلو گھر والوں کو دکھائیں.....''

جون لی: (دل ہی دل میں) ''اگر یہ بم ریٹائرڈ جنرل ظفر علی خان نے دیکھ لیا تو شاید وہ جان لے کہ یہ بم اصلی ہے (چونک کر) رضوان رکو...یہ بہت خطرناک چیز ہے اگر سب کو دکھاتے ہوئے یہ بٹن دب گیا تو.....''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

رضوان: (جون کی چلاکیوں کو سمجھتے ہوئے) ''شاید تم ٹھیک کہتے ہو.....ہمیں اسے چھپا کر رکھ دینا چاہئے آج رات تک.....''

جون لی: ''ہش (لمبی سانس لیتے ہوئے) یس.....''

(پندرہواں سین)

(۱۳ اگست، رات کے سات بجے ہیں، یہ رضوان کا کالج ہے.....کالج میں پارٹی شروع ہونے میں ایک گھنٹہ باقی ہے.....رضوان جون لی کو لے کر کالج پہنچ گیا ہے، رضوان کے منصوبے کے مطابق سیکیورٹی گارڈز جون لی کو اندر جانے نہیں دے رہے ہیں.....)

رضوان: ''جون تم یہاں میرا انتظار کرو میں یہ پیکٹ ٹیچر کو دکھا آتا ہوں..'' (اندر چلا جاتا ہے)

(سولہواں سین)

(رضوان لیبارٹری میں داخل ہوتا ہے جہاں دو ایٹمی سائنسدان اس کا انتظار کر رہے ہیں، رضوان پارسل (جس میں بم ہے) انہیں دے کر بیسٹ آف لک کا انگوٹھا دکھاتا ہے اور فون کرنے لگتا ہے)

رضوان: ''ہیلو، گرینڈ انکل، دوسرا اسٹیپ کامیاب.....اب میں باہر جاتا ہوں.....'' (فون پر انکل سے باتیں کرتے ہوئے)

(رضوان گیٹ سے باہر نکلتا ہے.....رضوان کو دیکھ کر جون لی فوراً بولتا ہے)

جون لی: ''وہ بم کہاں ہے...'' (خوف زدہ ہوتے ہوئے)

رضوان: ''تم تو ایسے پوچھ رہے ہو جیسے وہ کوئی اصلی بم ہو.....خیر وہ میں نے ٹیچر کے پاس رکھوا دیا ہے، ہمارا ڈرامہ شروع ہونے سے قبل وہ ہمیں مل جائے گا.....''

(سترہواں سین)

(پارٹی کا اختتام ہونے کو ہے.....رضوان اپنے ڈرامے کے آخری موڑ پر ہے جس میں وہ بم ڈسپوزر کی حیثیت سے

بم ڈی فیوز کر رہا ہے مگر اسے بالکل سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ وہ کونسی تار کاٹے جس سے بم کو پھٹنے سے روکا جا سکے.... یہ لمحہ جون لی کے لئے پر خطر ہے اس لئے جون لی وہاں سے بھاگنے کی کوشش کرتا ہے اور وہ مین گیٹ تک پہنچ جاتا ہے مگر دادا جان اور گرینڈ انکل وہاں پہلے ہی موجود ہیں)

گرینڈ انکل: ''اوئے کہاں بھاگے جا رہے ہو، ابھی ۱۴ اگست شروع ہونے میں دس منٹ باقی ہیں۔''

جون لی: (گھبراتے ہوئے) ''نہیں میں تھوڑی دیر اور نہیں رک سکتا، مجھے بہت ضروری کام ہے۔''

گرینڈ انکل: (گدی پکڑ کر) ''اپنے دوست کا آئیٹم ادھورا چھوڑ کر جا رہے ہو.... تم نہیں جا سکتے چلو میرے ساتھ...''

(گرینڈ انکل جون لی کی گدی پکڑ کر اسٹیج کے قریب لے جاتے ہیں اور اسے پکڑے کھڑے رہتے ہیں..... اسٹیج پر موجود ایکٹر بم ڈسپوز رضوان پر پریشر ڈالتے ہیں کہ وہ انہیں بچا لے مگر یک دم جون لی للکار کر بولتا ہے)

جون لی: (زوردار قہقہہ لگاتے ہوئے) ''ناؤ نو ون کین سیو یو ہاہاہا... یہ پھٹ کر رہے گا نہ صرف ڈرامے میں بلکہ حقیقت میں بھی....''

رضوان: ''یہ تم کیا کہہ رہے ہو جون.....'' (حیران ہونے کا ڈرامہ کرتا ہے)

جون لی: (سیکیورٹی گارڈز اسے مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں) ''ہاں، یہ اصلی بم ہے....''

رضوان: ''جون یہ تم کیسے کر سکتے ہو، یو آر مائے فرینڈ.....''

جون لی: ''فرینڈ مائے فٹ..... وہ سب میرا کھیل تھا، تم لوگوں کی آزادی کو ماتم میں بدلنے کا.... تم لوگ آزاد تو ہو گئے ہو مگر ہم تمھیں آزادی سے جینے نہیں دینگے۔'' (ہاتھوں کو چھڑانے کی ناکام کاشش کرتا ہے)

(لوگوں میں ہلچل مچ جاتی ہے)

رضوان: ''تمھیں کیا لگتا ہے تم اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب ہو جاؤ گے..... نہیں'' (بم کو دیکھنے لگتا ہے)

جون لی: ''ہاہاہا....اب صرف ایک منٹ باقی ہے، یہاں گھڑی میں بارہ بجے یعنی 14 اگست شروع ہوگی تباہی شروع ہو جائے گی۔''

(صرف دس سیکنڈ باقی ہیں۔رضوان بم سے پیچھے ہٹ جاتا ہے، حاضرین ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے اللہ سے دعا کررہے ہیں..... 1,2,3,4,5 اور جیسے ہی بارہ بجتے ہیں آتش بازی شروع ہو جاتی ہے اور پورا آسمان آتش بازی کی لپیٹ میں ہے....سب کی نظریں آسمان پر جم جاتی ہیں، آسمان پر آتش بازی سے لکھا ہوتا ہے....'' Happy Independence day'' سب خوشی سے جھومنے لگتے ہیں.....جون لی یہ سب دیکھ کر حیران ہے .....رضوان جون لی کو دیکھ کر چلا کر بولتا ہے)

رضوان: (ہاتھ فضا میں بلند کر کے)''پاکستان زندہ باد، پاکستان زندہ باد، پاکستان...''

لوگ: ''زندہ باد''(ہاتھ فضا میں بلند کر کے)

رضوان: ''پاکستان....''

لوگ: ''زندہ باد''

رضوان: (ہاتھ میں مائیک پکڑ کر)''جون لی تم نے کیا سوچا تم اپنے برے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ گے....تم کیا سوچتے تھے تم یہاں کچھ بھی کرنے آؤ گے اور ہمیں پتا نہیں چلے گا....غدار ہم تمھاری اصلیت پرسوں ہی جان گئے تھے جب تم کسی سے موبائل فون پر یہاں دہشت گردی پھیلانے کے لئے بات کررہے تھے وہ تمام باتیں میں نے سن لی تھیں۔پھر میں نے بھی سوچ لیا کہ میں تمھارے مشن کو ناکام بنا کر ہی دم لوں گا اور پھر ہم نے بھی ایک مشن بنایا جس کے تحت سیکیورٹی گارڈز کا تمھیں روکنا بھی ہمارے مشن کا حصہ تھا تاکہ میں یہ بم اکیلے لیبارٹری لے جا کر ان دو سائنسدانوں کو دے سکوں جو ہمارے مشن کو کامیاب بنانے میں ہمارے ساتھ تھے.....ہمارا ملک بڑی جدوجہد کے بعد حاصل ہوا ہے اور ہم اس کی حفاظت کریں گے۔تم جیسے شر پسند لوگ چاہے کتنی ہی تعداد میں ہوں، ہماری قوم کا اتحاد ایک دوسرے کی طاقت بن کر تم جیسے شر پسندوں کا خاتمہ کرنے کے لئے کافی ہے۔پاکستان ہمارا ہے، ہم زندہ

قوم ہیں، یہ ہماری پہچان ہے، پاکستان زندہ باد.... پاکستان....''

لوگ: ''زندہ باد''

رضوان: ''پاکستان''

لوگ: ''زندہ باد''

(بیک گراؤنڈ میں ملی نغمہ شروع ہو جاتا ہے، ہم زندہ قوم ہیں، پائندہ قوم ہیں، ہم زندہ قوم ہیں، پائندہ قوم ہیں، ہم سب کی ہے پہچان، ہم سب کا پاکستان پاکستان پاکستان، ہم سب کا پاکستان.....)

☆☆☆

کتاب گھر کی پیشکش
http://www.kitaabghar.com
urdukutabkhanapk.blogspot.com

سہیل کی شرارت

فرید خان: ایک پڑھا لکھا جوان لڑکا، عمر تقریباً 28 سال کے قریب

شیریں: فرید خان کی شادی شدہ بہن

سہیل: 8 سالہ لڑکا، فرید کا بھانجا، شیریں کا بیٹا

فرید کی بھابی: ایک سمجھ دار پڑھی لکھی خاتون، تین لڑکوں کی ماں

مبشر: فرید کا گہرا دوست

راحیل، جنید، اور وسیم: فرید کے بھتیجے 8,7,6 سال کے

(فرید خان اپنی امی، بڑے بھائی، بھابھی اور ان کے تین بچوں کے ساتھ رہتا ہے)

(سین 1)

(فرید خان کے گھر کا منظر۔۔۔فرید ہاتھوں میں کتابیں تھامے گھر میں داخل ہوتا ہے، صحن سے گزرتے ہوئے اسکی نظریں شیریں پر پڑتی ہے جو صحن میں اپنے شوہر کے ہمراہ میکے والوں سے ملنے آئی ہوئی ہیں۔فرید بھی اپنی بہن کو دیکھ کر خوش ہو کر ملنے کے لیے آگے بڑھتا ہے)

فرید: ''اسلام علیکم.....'' (چہرے پر مسکراہٹ لیے اپنے بہنوئی سے ہاتھ ملاتے ہوئے)

شیریں: ''وعلیکم اسلام.....کیا حال احوال ہیں جناب کے، ہم تو چہرہ دیکھنے کو ترس جاتے ہیں، مگر آپ تو اپنی بہن کے گھر بھولے سے بھی نہیں آتے۔''

فرید: ''آئیں گے، آئیں گے.....''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بہنوئی: ''بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے شریں، آخر ایسی بھی کیا مصروفیت کہ اپنوں کی خیر خبر ہی نہ ہو۔''

فرید: ''کیوں شرمندہ کرتے ہیں بھائی صاحب، میں انشاءاللہ آپ لوگوں کے لیے وقت ضرور نکالوں گا۔''

شیریں: ''چلو مانا کہ گھر آنے کا ٹائم نہیں، فون تو کر سکتے ہیں جناب، یا پیسوں کے اخراجات بڑھانے سے گھبراتے ہو۔''

فرید: ''باجی جی آج لگتا ہے آپ کا موڈ کچھ زیادہ ہی خراب ہو گیا ہے، خیر آپ سے ایک گزارش کرنی تھی۔ وہ یہ کہ میں نے ایک جاب کے لیے اپلائی کیا ہے اور اس میں میں نے آپ کے گھر پتہ لکھ دیا ہے کیوں کہ یہاں اکثر خط وقت پر پہنچ نہیں پاتے۔ میں چاہتا تھا کہ اگر آپ کے پاس میرے نام کی کوئی چٹھی آئے آپ مجھے فوراً بھیج دیں گی تو.....''

بہنوئی: ''تم فکر کیوں کرتے ہو، اگر تمھارے نام کی کوئی چھٹی ہمیں ملی تو میں خود تمھیں دینے آ جاؤں گا.....ویسے کب تک آنے کے امکانات ہیں۔''

فرید: ''مجھے خط بھیجے ہوئے تقریباً ایک مہینہ ہو چکا ہے، ہو سکتا ہے کچھ دنوں میں یا ہفتہ دو ہفتے میں۔''

شیریں: ''ابھی جو تم نوکری کر رہے ہو کیا تم اس سے مطمئن نہیں ہو؟''

فرید: ''کیا کریں شیریں باجی، زندہ رہنے کے لیے دولت چاہیے اور دولت اچھی نوکری ہی دے سکتی ہے۔''

شیریں: ''تو اس نوکری میں کیا ہے اچھا خاصا کام چل رہا ہے، ٹیچنگ اچھا پروفیشن ہے۔''

فرید: ''اس سے بھی بڑی بڑی نوکریاں میری راہ دیکھ رہی ہیں۔''

ماں: ''میرا بیٹا بہت محنتی ہے اسے محنت کرنا اچھا لگتا ہے۔''

شیریں: ''بس ماں بس، یہ محنت امیر بننے کے لیے ہے اور کچھ نہیں۔''

فرید: ''کسی کے کچھ بھی سوچنے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا، آپ لوگ باتیں کریں میں اندر یہ کتابیں رکھ کر آتا ہوں۔ ویسے آپ اپنے بدزبان بیٹے کو ساتھ تو نہیں لائی نا۔'' (مذاقاً)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

شیریں: ''لاتی نہیں تو کیا اپنے آٹھ سالہ بیٹے کو اکیلا چھوڑ آتی۔''

فرید: ''مارے گئے، مجھے حیرت ہے اکبر بھائی (بہنوئی) یہ آفت آپ کے گھر ہی کیوں پیدا ہوئی۔'' (چلا جاتا ہے، باقی لوگ مسکرانے لگتے ہیں)

(سین 2)

(سہیل کی آمد پر گھر کے دوسرے بچے کچھ زیادہ ہوشیار ہو گئے تھے، سہیل کی کمپنی میں ان کے بھی پر نکل آئے تھے، راحیل، جنید اور وسیم، جو فرید خان کے بھتیجے ہیں اپنے چچا فرید سے بہت گھبراتے ہیں کیوں کہ انھیں بے وجہ کا شور شرابہ بالکل پسند نہیں اور پڑھائی کے معاملے میں بھی ان کیساتھ سختی برتتے ہیں۔ اب سہیل کی آمد سے انھیں ایک بہانہ مل گیا اور سہیل کے ساتھ مل کر شرارتیں کرنے لگے.....)

سہیل: ''فرید ماموں کے ساتھ کیسی جا رہی ہے؟''

راحیل: ''فرید چاچو، مت پوچھو، جب بھی گھر پر ہوتے ہیں بس کہتے ہیں، یہ پڑھو، وہ پڑھو۔''

جنید: (بات کاٹ کر) ''یہ کیوں کیا؟ وہ کیوں کیا؟''

وسیم: ''کیا ہو گیا ہے تم سب کو، چاچو کے بارے میں اس طرح بولتے ہوا بھی سن لیا تو۔''

سہیل: ''جاؤ یار، تم جیسے ڈرپوک لڑکے میں نے زندگی میں نہیں دیکھے۔''

وسیم: ''ہم ڈرتے نہیں ہیں، ہم عزت کرتے ہیں ان کی۔''

سہیل: ''جسے تم عزت کرنا کہتے ہو، میری ڈکشنری میں اسے ڈرنا کہتے ہیں۔ خیر میں ایک ہفتے کے لیے یہاں رہنے آیا ہوں۔''

وسیم: ''ایک ہفتے (چونک کر) اور شیریں پھپو؟''

سہیل: ''وہ تو شام میں ابو کے ساتھ چلی جائیں گی.....مگر اس دوران ہم کھل کر مزہ کریں گے، ماموں مجھے کچھ نہیں

کہتے۔''

راحیل: ''تو پھر کھیلیں چور، سپاہی۔''

سہیل: ''چلو.....''

(سین 3)

(رات کا وقت....فرید خان پوری فیملی کے ساتھ رات کا کھانا کھا رہا ہے، شیریں اور ان کے شوہر بھی ساتھ ہیں)

شیریں: ''بھابھی کھانا بہت ذائقے دار ہے۔''

سہیل: ''ہاں بڑی مامی، میں تو ترس گیا تھا، ایسا ذائقے دار کھانا کھانے کے لیے۔''

شیریں: ''اچھا تو جو میں بنا کر کھلاتی ہوں وہ۔''

سہیل: ''آپ جو بناتی ہیں اس کا تو میں عادی ہو چکا ہوں۔''

فرید: ''سہیل منہ بند کر کے کھاؤ، مجھے اب چبانے کی آواز آئی تو....''

سہیل: ''میں آپ کے منہ سے کھا رہا ہوں یا میرے منہ سے۔''

شیریں کا شوہر: ''سہیل؟'' (ڈانٹتے ہوئے) ''ایسے بات کرتے ہیں بڑوں سے....اسکا تو ابھی سے یہ حال ہے۔ یہاں ایک ہفتے آپ لوگ اسے کیسے برداشت کریں گے۔''

(یہ سن کر فرید چونک اٹھتا ہے)

فرید: ''واٹ؟ یہ یہاں رہے گا۔ شیریں باجی اس کے دیکھا دیکھ ان میرے بھتیجوں کے منہ میں بھی زبان نکل آئی ہے۔''

شیریں: ''دیکھو بھائی فرید یہ مجھ سے نہیں سنبھلتا اس لیے میں سمجھتی ہوں یہ کچھ دن تمھاری صحبت میں رہے گا تو شاید۔''

فرید: ''شاید کیا؟'' (غصہ میں) ''میرے پس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں ان جیسے طوفانوں کا مقابلہ کر سکوں۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سہیل: ''طوفان تو اب آپ کی زندگی میں آ ہی چکا ہے، اب یہ مرتے دم تک آپ کا پیچھا نہیں چھوڑنے والا۔''

شیریں: ''سہیل چپ کرو۔'' (ڈانٹتے ہوئے)

فرید: ''سہیل تم اپنی ماں کے ساتھ واپس جا رہے ہو بس....'' (فیصلہ سناتے ہوئے)

فرید کی ماں: ''بیٹا، سہیل بچہ ہے سدھر جائے گا۔ یہاں اپنے جیسے بچوں کو دیکھتا ہے تو تھوڑی شرارتیں کر گزرتا ہے۔''

فرید: ''تھوڑی..... یہ لفظ آپ اس کے لیے استعمال نہ کریں تو مہربانی ہوگی امی جان یہ تو وہ طوفان ہے جو صرف تکلیف دیتا ہے۔''

سہیل: ''ماموں آپ کو پریشانی کیا ہے، لگتا ہے آپ کے پیٹ میں گڑبڑ ہے۔''

فرید: ''دیکھا باجی، کسی دن اس کا مذاق حد سے گزرا تو میرا ہاتھ اٹھ جائے گا..... یہاں اسے رہنا ہے تو شرافت سے رہے ورنہ...''

سہیل: ''ماموں میں ایسا کچھ نہیں کروں گا جس سے کسی کو پریشانی ہو۔'' (معصوم بنتے ہوئے)

فرید کی امی: ''دیکھا ابھی یہاں رہا نہیں اور یہ بدلاؤ آ گیا۔ بڑا معصوم بچہ ہے۔''

فرید: ''معصوم، جلا دلگتا ہے۔''

سہیل: ''آپ سے کم۔''

(سین 4)

(فرید کا دوست مبشر اس کے گھر پر ہے اور دونوں باتیں کر رہے ہیں)

مبشر: ''اور بھئی تمھیں اپنے خط کا جواب ملا۔''

فرید: ''ابھی تک تو نہیں۔''

مبشر: ''تمھیں کیا لگتا ہے یہ جاب تمھیں ملے گی۔'' (بالوں کو سنوارتے ہوئے)

فرید: ''امید پر دنیا قائم ہے بھائی....ملنی ہوگی تو مل جائے گی۔''

مبشر: ''ہوں.....اگر تمھیں یہ نوکری مل گئی نا تو تم بھی لوکل نیوز چینل کا حصہ بن جاؤ گے اور ٹی وی پر تمھارا نام اور چہرہ ایک رپورٹر کے طور پر لیا جائے گا۔فلاں جگہ سے فرید خان کی رپورٹ... ہاہا...''

فرید: (مسکراتے ہوئے)''ابھی پھول کھلے نہیں کہ خوشبو ابھی سے آنے لگی تمھیں۔''

(کمرے میں سہیل چائے ٹرے میں لیے داخل ہوتا ہے.....اور مذاقاً کہتا ہے)

سہیل: ''فرید ماموں اب تو آپ کے دوست بھی میری خوشبو پہچاننے لگے ہیں۔''

فرید: ''ہے ہے....تمھاری بات نہیں ہو رہی یہاں پر۔''

سہیل: ''تو کر لیجئے، سونگھیئے کتنی اچھی خوشبو ہے اس پرفیوم کی۔''

فرید: ''بدبو آ رہی ہے چلو کمرے سے اب۔''

سہیل: ''اگر یہ بدبو ہے تو روز آپ سے بھی آتی ہوگی۔''

فرید: ''مطلب؟''(حیران ہو کر)

سہیل: ''مطلب یہ کہ یہ وہی پرفیوم ہے جو آپ روز لگاتے ہیں۔''

فرید: ''تم نے میری اجازت کے بنا میری الماری کھولی.....''(ڈانٹتے ہوئے)

مبشر: ''جانے بھی دو نا یار.....''

سہیل: (بات کاٹ کر)''اور مبشر انکل کتنی چینی لینگے آپ؟''

مبشر: ''ایک چمچ۔''

سہیل: ''اور آپ فرید ماموں؟''

فرید: ''تم جاؤ یہاں سے میں خود ہی ڈال دوں گا.....''(غصہ میں)

سہیل: ''آپ کی زبان بہت کڑوی ہوگئی ہے یہ ساری ہی ڈال دیتا ہوں۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

فرید: ''یہ تم نے کیا کیا.....ساری چینی میرے کپ میں ڈال دی۔''

سہیل: ''اب آپ یہی پیئیں آپ کو ضرورت ہے۔''

فرید: ''تم نے پینے کے قابل چھوڑی ہے۔''(غصہ میں)

سہیل: ''یہ میرا مسئلہ نہیں ہے.....میں چلتا ہوں مبشر انکل۔''

فرید: ''تمھیں تو میں ابھی دیکھتا ہوں.....''(دانت پیستے ہوئے)

مبشر: ''ہاہا.....کیا چیز تھی یہ۔''

فرید: ''مت پوچھو جینا دوبھر کر دیا ہے اس نے میرا۔''

(سین 5)

(شام کے پانچ بجے ہیں، سہیل کو فرید کے دن آئے پانچ دن گزر چکے تھے اور پھر اس کے ابو (شیریں کے شوہر) دوبارہ آتے ہیں۔ اپنی ساس کے پاس بیٹھتے ہیں اور فرید کے بارے میں معلوم کرتے ہیں۔)

شیریں کا شوہر: ''اسلام علیکم امی جان۔''

فرید کی امی: ''وعلیکم السلام بیٹھو بیٹا.....کیا حال ہے؟''

شوہر: ''اچھا ہوں.....''(مختصر جواب دیتے ہوئے)''فرید کہاں ہے؟''

امی: ''وہ کچھ کام سے باہر گیا ہے، رات دس بجے تک لوٹے گا، کیوں کیا بات ہے؟''

شوہر: (لفافہ دکھاتے ہوئے)''یہ خط فرید کے لیے آیا تھا تو دینے آیا ہوں۔''

امی: ''یہاں ٹیبل پر رکھ دو آئے گا تو میں اسے دے دوں گی۔''(آہستہ آہستہ بولتے ہوئے)

شوہر: ''میں چلتا ہوں پھر.....''

امی: ''کیوں بیٹا، چائے وغیرہ تو پی کر جاؤ.....''(اپنے موٹے چشمے سے دیکھتے ہوئے)۔

شوہر: ''نہیں امی جان، مجھے ذرا ضروری کام ہے...چلتا ہوں اللہ حافظ۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

امی: ''اللہ حافظ۔''

(شیریں کے شوہر کے جانے کے بعد فرید کی امی لیٹ جاتی ہیں اور اسی دوران ان کی آنکھ لگ جاتی ہے)

(سین 6)

(رات کے ساڑھے دس بجے ہیں، فرید اپنے گھر لوٹتا ہے، منہ ہاتھ دھو کر کھانا کھاتا ہے، اس کی بھابھی کھانا سرو کرتی ہیں، فرید کی امی سو چکی ہیں)

فرید: ''بھابھی، میرے لیے کوئی خط یا فون تو نہیں آیا؟''

بھابھی: ''میں نے تو کوئی ریسیو نہیں کیا۔''

فرید: ''بڑے بھیا ابھی تک نہیں آئے؟''

بھابھی: ''ان کا فون آ گیا تھا، کہہ رہے تھے کہ تھوڑی دیر ہو جائے گی۔''

(کھانا کھانے کے بعد فرید اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے)

(سین 7)

(صبح کا وقت، چھٹی کا دن..... فرید کی امی اپنی بہو سے بات کرتے ہوئے)

فرید کی امی: ''بہو، فرید جاگ گیا؟''

فرید کی بھابھی: ''وہ تو آج جلدی اٹھ گئے تھے، انھیں اپنے ایک دوست کی شادی میں کراچی جانا تھا اس لیے۔ کیوں کوئی بات کرنی تھی؟''

فرید کی امی: ''تو کب تک آئے گا؟''

فرید کی بھابھی: ''شام یا رات تک آ جائیں گے۔''

(سین 8)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

(رات کے ساڑھے نو بجے ہیں....فرید خان کراچی سے واپس آتے ہوئے اپنی بہن کے سسرال سے ہو کر اپنے گھر واپس لوٹتا ہے تو اپنی امی کو آواز لگاتا ہے، سب گھر والے باری باری فرید کی آواز سن کر چلے آتے ہیں)

فرید: ''امی جان، کل شیریں باجی کے شوہر آئے تھے، کوئی خط لے کر۔''

امی: ''ہاں بیٹا.....''

فرید: ''خط کل آیا تھا اور کسی نے مجھے بتایا بھی نہیں.....حد کرتے ہیں آپ لوگ....کہاں ہے دیجئے مجھے۔''

امی: ''دیجئے کیا، اندر ٹیبل پر رکھا تھا کیا تم نے دیکھا نہیں تھا، میں سمجھی تم نے دیکھ لیا ہوگا، خط تو وہاں موجود نہیں ہے۔ بہو کہیں تم نے صفائی کرتے وقت ادھر ادھر تو نہیں رکھ دیا۔''

بھابھی: ''امی جان کیا بات کر رہی ہیں، آج صفائی کرتے وقت ٹیبل پر کچھ نہیں تھا۔''

فرید: (جھنجھلا کر) ''کیا مطلب ہے آپ کا، وہ گم ہو گیا۔''

امی: ''گم کیسے ہو گیا، بچوں نے رکھ ہوگا یہیں کہیں۔''

فرید: ''کہیں یہ سہیل کی تو شرارت نہیں۔ بلاؤ اسے....سہیل....سہیل..'' (غصے میں پکارتے ہوئے)

(سارے بچے اپنے کمرے سے نکل کر صحن میں آتے ہیں، سہیل بھی ساتھ آتا ہے۔)

سہیل: (بدتمیزی کے ساتھ) ''کیا ماموں جب دیکھو گھر سر پر اٹھائے پھرتے ہیں۔ آپ بڑوں کی طرح بیہو کرنا کب سیکھیں گے۔''

فرید: (طیش میں بلند آواز میں) ''Shut up''

(بچے سہم جاتے ہیں معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے فرید کی بھابھی سمجھاتے ہوئے کہتی ہیں)

بھابھی: ''ایک منٹ فرید میں بچوں سے پوچھتی ہوں.....دیکھو بچوں، فرید کا ایک بہت اہم خط گم ہو گیا ہے کہیں تم میں سے کسی نے تو۔''

جنید: ''امی فرید چاچو کے خط کے بارے میں ہمیں کیا معلوم؟''

(فرید غصے ہو کر اپنے کمرے کی جانب جاتا ہے.....اور بڑے سب خط تلاش کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔)

(سین 9)

(اگلی صبح جب فرید کام پر جانے لگتا ہے تو اس وقت اس کی کزن اور منگیتر جو پڑوس میں ہی رہتی ہے گھر آتی ہے اس کا نام کرن ہے)

فرید کی بھابھی: ''ارے کرن تم آؤ.....بیٹھو، آج اتنی صبح، بات کیا ہے؟''

کرن: ''وہ کیا ہے کہ.....''(فرید پر غصہ ظاہر کرتے ہوئے)''فرید آپ بالکل لاپرواہ ہیں۔''

فرید کی بھابھی: ''کیوں بھئی ایسا کیا کر دیا دیور جی نے؟''

کرن: ''یہ دیکھیں بھابھی، کتنا اہم انٹرویو لیٹر۔''

فرید:(بات کاٹ کر)''انٹرویو لیٹر، یہ تمھیں کہاں سے ملا.....''

کرن: ''ہمارے صحن کے پیڑ کے پاس سے.....''

فرید: ''لیکن یہ تمھارے صحن میں کیسے پہنچا۔''

کرن: ''ہوسکتا ہے بچوں نے یہ شرارت کی ہو کیوں کہ جب مجھے یہ کاغذ ملا تو ہوائی جہاز کی شکل میں تھا۔''

فرید: ''اس کا مطلب.....خیر تمھیں یہ کاغذ کب ملا کیوں کہ یہ پرسوں شام سے گم تھا۔''

کرن: ''مجھے تو یہ ابھی ملا اور ابھی میں تمھیں دینے آ گئی۔ ہوسکتا ہے کہ پرسوں سے وہاں پڑا ہو، کیوں کہ پرسوں دوپہر سے ہم کراچی گئے ہوئے تھے کل رات ہی لوٹے ہیں۔''

فرید: ''میں نہ کہتا تھا یہ بچوں کی شرارت ہے.....اللہ کا شکر ہے کہ ابھی کرن کی وجہ سے یہ خط مجھے مل گیا ورنہ، دیکھو بھابھی کل انٹرویو کے لیے بلایا ہے مجھے ان بچوں کو سبق سکھانا ہی ہوگا۔''

بھابھی: ''اب جانے بھی دو نہ، خط تو مل گیا نا۔''

فرید: ''نہیں بھابھی اگر ان کو ابھی سبق نہیں سکھایا تو یہ کبھی نہیں سدھریں گے لیکن ان کو پتہ نہیں چلنا چاہیے کہ مجھے

خط مل چکا ہے۔آپ لوگ میرا ساتھ دیں بس۔''

کرن: ''اس سے کیا ہوگا؟''

فرید: ''جسٹ ویٹ اینڈ واچ....''

(سین 10)

(شیریں اور اس کا شوہر بھی فرید کے گھر موجود ہے، فرید بلند آواز میں چلاتا ہے۔شام ڈھلنے کو ہے)

فرید: ''جہاں ان جیسے بچے ہوں وہاں تو اچھا کام ہو ہی نہیں سکتا۔''

(بچے شور کی آواز سن کر کمرے سے باہر چلے آتے ہیں)

شیریں: ''خبردار جو بچوں کے بارے میں کچھ کہا تو.....''

فرید: ''نہیں تو کیا کریں گی زیادہ سے زیادہ گھر سے چلی جائیں گی، چلی جائیں میری بلا سے لیکن اپنے اس جنگلی چمپنزی کو ساتھ لے کر جائیں''۔

(ایک طرف کھڑے بچوں میں سے ایک بولا)

جنید: (آہستہ آواز میں تاکہ ان چاروں بچوں کے درمیان ہی آواز پہنچ سکے) ''اب ہم نے کیا کیا؟''

راحیل: ''کہیں وہی خط کا قصہ تو نہیں۔''

(سہیل خاموشی سے ان کی باتیں سنتا ہے)

شیریں: ''او میرے خدا آخر میرے بیٹے نے ایسا کیا کر دیا کہ ہم دونوں بہن بھائی کے بیچ اتنا بڑا ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔''

فرید: ''یہ سارے بچے ایک جیسے ہیں۔غیر ذمہ دار، ناسمجھ''۔

فرید کی بھابھی: ''سنو دیور جی، بہت ہوا، چاہے کچھ بھی ہو جائے میرے بچے ایسا نہیں کر سکتے۔''

فرید: ''اگر آپ کے بچوں میں کچھ سمجھ ہوتی تو آج میری نوکری کے لیے انٹرویو کا خط میرے ہاتھوں میں ہوتا۔گھر میں کوئی چیز یوں ہی گم نہیں ہو جاتی، یہ بے وقوف بچے بنا کچھ پڑھے سمجھے اس کو استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

شیریں: ''فرید تم حد سے بڑھ رہا ہو۔ سہیل شرارتیں ضرور کرتا ہے مگر ایسی بیوقوفی ہرگز نہیں کر سکتا۔ ضرور اس گھر کے بچوں کی شرارت ہوگی۔''

فرید کی بھابھی: ''ارے واہ نند جی آپ تو میرے بچوں پر ہی آ گئیں.....''

سہیل: (چکرا کر) ''بس کیجیے.....(سب خاموش ہو جاتے ہیں) میں قبول کرتا ہوں کہ میری بیوقوفی کی وجہ سے ماموں فرید کا خط گم ہو گیا، مگر مجھے یہ پتا نہیں تھا کہ وہ انٹرویو لیٹر تھا۔ مجھے ہوائی جہاز بنانے کا بہت شوق ہے اور میں نے ان سب سے (بچوں سے) کاغذ مانگا مگر انہوں نے مجھے نہیں دیا میں کاغذ کے لیے نانی کے کمرے میں گیا وہاں مجھے ٹیبل پر لفافہ دکھائی دیا پھر میں نے اس میں سے کاغذ نکالا اور جہاز بنا کر اڑانے لگا۔ میں چھت پر جہاز اڑا رہا تھا پھر اچانک تیز ہوا نہ جانے اس جہاز کو کہاں اڑا لے گئی....'' (رونے لگتا ہے)

شیریں: ''سہیل مجھے نہیں پتا تھا کہ تم اتنی بڑی بیوقوفی کرو گے۔'' (ناراض ہو کر)

وسیم: ''سہیل آج تمھاری وجہ سے ہم پر شک کیا گیا.....''

(وسیم، جنید اور راحیل اپنے کمرے میں جانے لگتے ہیں کہ فرید بولتا ہے)

فرید: ''ایک منٹ.....'' (سہیل کے سامنے آ کر کھڑا ہو جاتا ہے)

سہیل: ''ماموں، اس بار مجھے معاف کر دیں، اب میں کبھی شرارت نہیں کروں گا'' (روتے ہوئے)

فرید: (روتا دیکھ کر سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں اور نرم لہجے میں کہتے ہیں) ''بس رونا بند کرو'' (جیب سے لیٹر نکالتا ہے)....''یہ دیکھو....''

سہیل: ''یہ تو وہی کاغذ ہے جو.....''

فرید: ''ہاں یہ وہی کاغذ ہے، پڑوس کے انکل کے گھر چلا گیا تھا اور پھر کرن نے مجھے دیا.....''

سہیل: ''خط مل گیا تو پھر یہ سب...'' (آنسو پونچھتے ہوئے)

شیریں: ''یہ سب اصل مجرم کو پکڑنا اور سبق دینا تھا۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سہیل: ''اس کا مطلب آپ سب ملے ہوئے تھے....''

فرید: ''ہاں یہ ہمارا منصوبہ تھا، خیر لیٹر میرے پاس ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ تم نے بھی اس سے سبق سیکھا ہوگا.....''

(نرم لہجے میں)

سہیل: ''جی ماموں، میں بغیر کسی سے پوچھے کوئی خط نہیں چھوؤں گا۔''

فرید: ''اور نہ ہی کوئی اہم دستاویز.....''

(سین 11)

(فرید خان کو نوکری مل چکی ہے اور ایک نیوز رپورٹر کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ اس وقت فرید خان پولیس آفیسر سے گفتگو کرتے ہوئے صحافی کے ساتھ کھڑا ہے اور سوالات کر رہا ہے۔ مسجد میں بم دھماکے کی وجہ سے لوگ اردگرد جمع ہیں)۔

فرید: ''سر اتنی سیکیورٹی ہونے کے باوجود مجرم دھماکہ کرنے میں کامیاب ہوگیا، اس سے کیا ثابت ہوتا ہے؟''

پولیس آفیسر: ''ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، بیٹے، راستہ دیجیے.....''

فرید: ''سر آپ کہتے ہیں کہ اب ہماری جانوں کو کوئی خطرہ نہیں تو پھر ان معصوموں کو اس دہشت گردی کا نشانہ کیوں بننا پڑا.....''

پولیس آفیسر: ''دیکھیے، جس کسی نے بھی یہ دہشت گردی کی ہے اسے ہم جلد گرفتار کر لیں گے۔''

(سین 12)

(ٹی وی کے ایک نیوز چینل پر نیوز الرٹ نشر ہو رہی ہے)

نیوز کاسٹر: ''آج دوپہر کراچی کی ایک مسجد میں بم دھماکہ ہوا، جس سے تین افراد ہلاک اور درجنوں زخمی ہوئے۔ ہمارے ساتھ ٹیلی فون لائن پر ہمارے رپورٹر فرید خان موجود ہیں جو واقعے کی تفصیلات بتائیں گے.....فرید خان آج دوپہر ہونے والے بم دھماکے کی تفصیلات کیا ہیں؟''

فرید: ''یہ بم دھماکہ آج دوپہر 2:10 منٹ پر پیش آیا، جب لوگوں کی بڑی تعداد جمعہ کی نماز کے لیے جمع تھی۔''

نیوز کاسٹر: ''فرید خان آپ ہمیں یہ بتائیں کہ اس دھماکے سے کتنی جانیں ضائع ہوئیں؟''

فرید خان: ''جب دھماکہ ہوا اس کے بعد تین افراد تو موقع پر ہی ہلاک ہو گئے تھے اور دو نے زخموں کی تاب نہ لا کر ہسپتال میں دم توڑ دیا، اس کے علاوہ درجن بھر کے قریب افراد اس وقت ہسپتال میں داخل ہیں۔''

نیوز کاسٹر: ''کیا دھماکے سے قبل سیکیورٹی اہل کار تعینات نہیں کیے گئے تھے۔''

فرید خان: ''نہیں ایسا نہیں ہے۔ سیکیورٹی اہل کار مسجد کے باہر موجود تھے اس کے باوجود یہ واقعہ پیش آیا۔''

نیوز کاسٹر: ''پولیس آفیسرز اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟''

فرید خان: ''فی الحال پولیس نے ہمیں کچھ نہیں بتایا۔''

نیوز کاسٹر: ''شکریہ فرید خان آپ کا بہت بہت.... یہ تھی اب تک کی اہم خبر، اب ہم چلتے ہیں خبروں میں شامل دوسری خبروں کی طرف۔''

(ٹی وی پر خبر دیکھ کر بچے آپس میں گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں)

راحیل: ''یہ اصلی خبر تھی؟'' (سوچنے کے انداز میں)

جنید: ''تو کیا تمھیں کسی فلم کا سین لگ رہا تھا۔''

راحیل: ''اگر یہ اصلی تھا تو میں اب مسجد نہیں جاؤں گا۔''

جنید: ''تم جاتے ہی کب ہو۔''

راحیل: ''جاتا ہوں نا ہر سال عید پر....''

جنید: ''سال میں ایک بار جانے کو مسجد میں نماز پڑھنا تھوڑی کہتے ہیں بدھو....''

راحیل: ''تمھیں کیا پتہ.... تم جاتے ہو کیا؟''

جنید: ''میں جاتا نہیں ہوں پر یہ دعویٰ تو نہیں کر رہا کہ میں نماز پڑھنے مسجد جاتا ہوں۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

(فرید کی بھابھی اور بچوں کی ماں جو ساتھ بیٹھی یہ باتیں سن رہی تھیں بولیں)

فرید کی بھابھی: ''عبادت روح کی پاکیزگی ہے اور نماز عبادت کا حصہ، جو انسان کا اس کے خالق کے ساتھ تعلق اور قریب کر دیتی ہے اور مساجد وہ جگہیں ہیں جو مسلمانوں کی عبادت کے لیے مختص کی گئی ہیں۔ جہاں لوگ رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرتے ہیں اور پھر معاشرتی مسائل کو زیر گفتگو لا کر ان کے حل تلاش کرتے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں انسان کو تسکین ملتی ہے اور اللہ نے تمام مومنوں کو مسجد میں نماز ادا کرنے کو فرض قرار دیا ہے۔''

راحیل: ''امی آپ تو مسجد نہیں جاتیں اس کا مطلب ہے کہ آپ مومن نہیں ہو۔''

فرید کی بھابھی: ''میں یا دوسری عورتیں مسجد اس لیے نہیں جاتیں کیوں کہ یہاں عورتوں کا مسجد میں نماز پڑھنے جانا ان معنوں میں نہیں لیا جاتا اور ویسے بھی یہاں بمشکل ہی خواتین کے لیے مساجد ہیں۔ بہرحال خواتین کا گھر پر پڑھنا اچھی بات ہے۔''

جنید: ''تو کیا اس کا گناہ نہیں ہے؟''

بھابھی: ''دیکھو بیٹا، ہر معاشرے کے کچھ رسم و رواج، معیار، طور طریقے، اقدار ہوتے ہیں، جو ہر معاشرے کو منظم رکھتے ہیں، معاشرے کے فرد کے لیے کچھ اصول طے کرتے ہیں جو معاشرے کو نظم میں رکھتے ہیں، ہم آہنگی برقرار رکھتے ہیں اور ہر شخص کو ان اصولوں پر پورا اترنا پڑتا ہے۔ چاہے ہمیں پسند ہوں یا نہ ہوں۔ اور جو کوئی بھی تھوڑی بہت بھی تبدیلی لانے کی کوشش کرتا ہے اسے برا سمجھا جاتا ہے بہرحال تبدیلیاں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آتی رہی ہیں اور آتی رہیں گی۔''

جنید: ''تو یہ سب طے کون کرتا ہے کہ کیا ہونا چاہیے اور کیا نہیں؟''

فرید کی بھابھی: ''ہوتا کیا ہے ہر وہ چیز جسکی معاشرے کی اکثریت پیروی کرتی ہے اسے قابل قبول تصور کر لیا جاتا ہے لیکن جو تبدیلیاں لائی جا رہی ہے وہ اسلام اصولوں کے مطابق ہو تو اسے اللہ کی پشت پناہی حاصل ہو جاتی ہے اور وہ اپنی جگہ بنا لیتی ہیں لیکن مشکلات پھر بھی آڑے آ ہی جاتی ہیں۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

راحیل: ''لیکن اب تو مسجدوں میں بھی بم دھماکے ہونے لگے ہیں، وہاں تو اب موت کا خطرہ ہے۔''

فرید کی بھابھی: ''موت تو کہیں پر بھی آسکتی ہے، ہم موت کے ڈر سے عبادت گاہ جانا تو بند نہیں کر سکتے نا اللہ سب کی حفاظت کرنے والا ہے، سمجھے ننھے راحیل.....''

راحیل: ''ہوں....''

فرید کی بھابھی: ''اس نیوز میں ایک اور اہم چیز نوٹ کی تم دونوں نے؟''

جنید: ''وہ کیا امی جان؟''

فرید کی بھابھی: ''نیوز چینل میں جو ٹیلی فون سے رپورٹ دے رہا تھا وہ کون تھا؟''

راحیل: ''کون؟''

فرید کی بھابھی: ''تمھارے چاچو فرید اور کون....''

راحیل: ''سچی....'' (خوشی سے)

جنید: ''لیکن وہ ابھی تک آئے نہیں۔''

فرید کی بھابھی: ''بہت ہی مصروف ہو گئے ہیں آپ کے چاچو....''

(سین 13)

(فرید خان کو یہ نوکری کرتے ایک مہینے سے زیادہ دن گزر چکے ہیں، وہ رات کو دیر سے آتا تو تھا مگر آج اسے تھوڑی اور دیر ہو گئی جس کی وجہ سے اس کی فیملی پریشان ہے.....اسی رات، فرید خان اپنے دوست مبشر کی موٹر سائیکل پر پیچھے کی سیٹ پر بیٹھا ہے)

فرید: ''کیا ہوا موٹر سائیکل روک کیوں دی؟''

مبشر: ''روکی کس نے ہے خود ہی رک گئی ہے، شاید پیٹرول ختم ہو گیا ہے۔''

فرید: ''کیا یار، ضرورت کے وقت ہمیشہ ساتھ چھوڑ دیتی ہے یہ تیری بائیک۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مبشر: ''میرے خیال سے تمھارے غصے سے موٹر سائیکل نہیں چلنے والی۔''

فرید: ''غصہ تو آئے گا نا یار، گھر والے پریشان ہونگے میرا موبائل بھی مس پلیس ہوگیا ہے اور یہ کس سنسان جگہ سے ہم گھر کی طرف جا رہے تھے.....(سڑک کا تجزیہ کرتے ہوئے) لگتا ہے یہاں کسی دوسری گاڑی کے گزرنے کا بھی امکان نہیں ہے۔''

مبشر: ''اچھا تو میری غلطی ہے۔تم ہی نے یہ نیا کیمرا خریدنے کے لیے اصرار کیا تھا، تب ہی میں تمھیں اچھی دکان سے یہ کیمرا خرید والایا ہوں۔ورنہ مجھے کیا پڑی تھی۔''

فرید: ''سوری یار، پر اب تم ہی بتاؤ اب ہم گھر کیسے جائیں گے، اتنا لمبا فاصلہ اور پھر۔''

مبشر: (بات کاٹ کر)''اب پیدل چلنے کے علاوہ ہمارے پاس اور کوئی چارہ نہیں یا آگے جنگل سے ہوتے ہوئے کچھ چھوٹا فاصلہ نکل آئے۔''

فرید: ''چلو پھر.....''(دونوں پیدل چلنے لگتے ہیں، مبشر اپنی موٹر بائیک کو بھی ساتھ گھسیٹتے ہوئے لے جاتا ہے۔)

(سین 14)

(گھر کا منظر، تمام بچے سو چکے ہیں پر تمام بڑے فرید خان کی راہ دیکھ رہے ہیں، گھڑی میں ایک بجنے والا ہے)

فرید کی امی: ''بیٹا، ذرا اس کے دوستوں کے گھر فون لگا کر معلوم تو کرو کہیں وہاں تو نہیں۔''

فرید کا بھائی: ''امی میرے پاس نہیں ہے اس کے دوستوں کے نمبر.....اس کے موبائل پر رنگ جا رہی ہے مگر فرید ریسیو نہیں کر رہا ہے، نہ جا کیا بات ہے۔''

فرید کی بھابھی: ''امی جان آپ اپنے کمرے میں جا کر سو جائیں فرید ابھی آجائے گا۔''(بہلاتے ہوئے)

فرید کی امی: ''جب تک فرید نہیں آتا مجھے نیند نہیں آنے والی۔''

(سین 15)

(روڈ پر چلتے ہوئے)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

فرید: ''یہ کیمرہ تو نے اچھی طرح چیک تو کرلیا تھا نا.....'' (کیمرے کو گھما پھرا کر دیکھتے ہوئے)

مبشر: ''مبشر کوئی بھی چیز بنا چیک کئے نہیں خریدتا، دس سال کا الیکٹرک اپلائنسز خریدنے کا تجربہ ہے مجھے.....'' (فخریہ انداز میں)

فرید: ''بول جو بھی بولنا ہے، تیری مووی بننا شروع ہوگئی ہے۔''

مبشر: (کیمرے کی جانب چلتے ہوئے)''میں اور میرا دوست فرید خان ایک مصیبت میں مبتلا ہیں اور اس مصیبت کی جڑ فرید خان ہے، اگر اس نے کیمرا خریدنے کی فرمائش نہ کی ہوتی تو شاید ہم اس وقت گھر میں سکون کی نیند لے رہے ہوتے، یہ سنسان جگہ...''

فرید: (بات کاٹ کر)''ابے خود ہی بولتے رہو گے یا میری بھی مووی بناؤ گے۔''

(کیمرا مبشر کے ہاتھ میں تھما کر)

مبشر: ''لگتا ہے اب ہمیں جنگل کا راستہ چن لینا چاہیے۔''

فرید: ''اور موٹر سائیکل؟''

مبشر: ''اسے یہیں چھوڑنا پڑے گا۔'' (فرید اور مبشر اپنی بائیک وہیں چھوڑ کر جنگل میں داخل ہوتے ہیں مبشر مووی بناتا ہے اور فرید خان بولنا شروع کرتا ہے)

فرید: (کیمرے کی طرف دیکھتے ہوئے)''یہ جنگل بھی سڑک کی طرح سنسان ہے ڈر لگتا ہے اس کی عجیب سی دل دھڑکا دینے والی ہلکی سی آہٹ سے۔''

مبشر: ''بس کافی ہے یہ تیرا ناٹک، میں آف کر رہا ہوں اسے....اور اب جلدی جلدی قدم بڑھاؤ اس طرح چلے تو صبح یہیں ہو جائے گی۔''

فرید: ''کیمرہ اچھا ہے ویسے....''

مبشر: ''رک تو نے کچھ آوازیں سنیں....'' (آہستہ سے کھسر پھسر کرتے ہوئے)

فرید: ''کیسی آوازیں....؟''

(دونوں کو اردگرد انسان کے بولنے کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دیتی ہیں)

فرید: ''لیکن یہ آوازیں کس جانب سے آرہی ہیں؟'' (ادھر ادھر نظر دوڑاتے ہوئے)

مبشر: ''شاید اس جانب سے چلو آہستہ آہستہ قدم رکھنا....'' (پانچ منٹ میں دونوں پتا نکال لیتے ہیں کہ آواز کس کی ہیں)

فرید: ''یہ کون لوگ ہیں اور یہاں کیا کر رہے ہیں ان کے پاس تو ہتھیار بھی ہیں اور روشنی کے لیے لالٹین بھی۔''

مبشر: ''شاید ہمارا استقبال کرنے آئے ہیں۔'' (مذاقاً)

فرید: ''بکومت.....وہاں دیکھ آگ جل رہی ہے اور ایک آدمی روسٹ بنا رہا ہے۔''

مبشر: ''ہمارے لیے...'' (خوش ہوکر)

فرید: ''شی.....'' (خاموش کراتے ہوئے) ''یہ ہمارے لیے نہیں ہے ...بلکہ یہاں کچھ گڑبڑ معلوم ہوتی ہے.....وہاں جھاڑیوں سے کون آرہا ہے؟''

مبشر: ''یہ جنگل کا دلچسپ سین ریکارڈ کیوں نہیں کر لیتے۔''

فرید: ''اچھا یاد دلایا'' (کیمرا سیٹ کرتا ہے)

مبشر: ''یہاں کی ہر چیز کور کر لینا خاموشی میں ان کی آواز صاف سنائی دے گی.....''

(جھاڑیوں سے ایک داڑھی والا آدمی نکلتا ہے، اس کے ہمراہ دو ہتھیار سے لیس آدمی ہیں، یہاں کے گروپ کے سردار سے ملتا ہے۔ یہ سب فرید اور مبشر کو عجیب سا معلوم ہوتا ہے۔ دونوں ایک طرف چھپ کر ان کے درمیان ہونے والی گفتگو ریکارڈ کرتے ہیں)

حکیم دین: (داڑھی والا آدمی) ''اسلام علیکم، سردار جی۔''

سردار: ''وعلیکم السلام حکیم دین صاحب۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

حکیم دین: (سردار کے سرہانے بیٹھ کر) ''اور سنائیں کیا احوال ہیں جنگل کے۔''

سردار: ''جنگل کو کیا ہونا ہے جی، بدلاؤ تو شہروں میں آتے ہیں۔'' (مونچھیں سہلاتے ہوئے)

حکیم دین: ''یہ تو ہے مگر ایک بات تو سیم ہے سردار جی، شہر میں اونچے مکانات تو جنگل میں اونچے درخت... ہاہا۔''

سردار: ''ہاہا....''

(یہ دیکھ کر مبشر فرید سے کہتا ہے)

مبشر: ''ہی ہی...(مذاق اڑاتے ہوئے) اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے۔''

فرید: ''شی.....خاموش ہو جاؤ.....'' (ڈانٹتے ہوئے)

حکیم دین: ''کون کہہ سکتا ہے جنگل کی یہ سرسبز جگہ ہم جیسے لوگوں کی رہائش بھی ہو سکتی ہے۔ لوگوں کی نظر میں یہ سب سے خطرناک جنگل ہے اور ہمارا یہ حال ہے خطرے ہم سے دور بھاگتے ہیں۔'' (شیخی بگھارتے ہوئے)

سردار: (آہستہ آواز لگا کر) ''اوئے رشید، روسٹ بن گیا ہو تو لے آ جلدی سے، ہرن کا روسٹ بنایا ہے۔''

حکیم دین؛ ''وہ تو خوشبو سے پتا لگ رہا ہے۔'' (مسکراتے ہوئے)

سردار: ''اور اس مسجد والے بم دھماکے کو لے کر شہر کی صورت حال کیسی ہے؟''

حکیم دین: ''ابھی معاملہ بہت گرم ہے۔ پر ہونا کیا ہے ہمارا کام تھا بم مسجد میں رکھنا سو ہم نے کر لیا۔''

سردار: ''کبھی کبھی تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہم کچھ غلط تو نہیں کر رہے۔''

حکیم دین: (غصے میں غرا کر) ''خبردار جو کبھی ایسی بات ذہن میں دوبارہ لائی تو، ہمارا کام تو صرف جی ہاں کرنا ہے، نہیں تو کسی دن اوپر سے تمھارے خلاف آرڈر آ جائے گا۔''

سردار: ''نہ جانے کیوں میں ان گندے کاموں میں پڑ گیا، ہمیں تو یہ تک نہیں معلوم کہ یہ سب ہم سے کون اور کیوں کروا رہا ہے؟''

حکیم دین: ''تم شاید ہوش میں نہیں ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سردار: ''ہوش تو شاید مجھے اب آیا ہے، میری مجبوریوں نے اتنا مجبور کر دیا تھا کہ میں اس گھناؤنے کھیل میں کب شامل ہوا کچھ پتا نہیں.....میں تھک گیا ہوں اس دنیا سے جہاں معصوم لوگوں کی زندگیوں کے ساتھ کھیل کھیلا جاتا ہے۔'' (اداس ہوکر)

حکیم دین: ''شکر کرو میری جگہ کوئی اور نہیں ہے، ورنہ تم اگلی سانس نہیں لے رہے ہوتے۔''

(مبشر گھبرا کر دبی ہوئی آواز میں فرید سے کہتا ہے)

مبشر: ''یار چل، یہاں سے نکل چلتے ہیں ورنہ یہ لوگ تو انسانوں کے قصائی معلوم ہوتے ہیں۔''

فرید: ''ایک منٹ یار.....تھوڑی دیر اور سہی.....''

مبشر: ''تم سمجھ کیوں نہیں رہے ہو یار، مجھے ابھی جینا ہے...''

فرید: ''چپ کرو، تمھاری وجہ سے ہم ضرور ان کی نظر میں آ جائیں گے۔''

(مبشر غصے پر قابو پانے کی کوشش کرتا ہے)

حکیم دین: ''اگر تم نے بھولے سے بھی کوئی گڑبڑ کرنے کی کوشش کی نا، تو تم جانتے ہو کہ مجھ جیسے سیاست سے تعلق رکھنے والے آدمی کے آگے پیچھے پولیس ہوتی ہے وہ میرے ایک اشارے پر تمھارا کام تمام کر دے گی۔ تم بھولے سے بھی اپنے آپ کو پولیس کے حوالے مت کرنا....''

سردار: ''پولیس کے پاس تو تب جاؤں گا نا جب زندہ رہوں گا، میں یہ بھی اچھی طرح جانتا ہوں اب تم مجھے زندہ ویسے بھی نہیں رہنے دو گے۔ سچ تو یہ ہے کہ جب تک تم جیسے لوگ سیاست میں ہیں اس ملک کا کچھ نہیں ہو سکتا۔''

حکیم دین: ''میں ابھی چپ ہوں تو صرف اس لیے کیونکہ تم نے دو مرتبہ میری جان بچائی تھی ورنہ ابھی تم میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باتیں نہیں کر رہے ہوتے۔''

سردار: (طیش میں آ کر) ''تو مارتے کیوں نہیں مارو مجھے.....کیونکہ میں بہت تھک چکا ہوں اس سب چیزوں سے، اب اگر تم نے مجھے نہیں مارا تو میں پوری دنیا کو بتا دوں گا کہ تمھارے منسٹر نے ایک ایمان دار سابق منسٹر کو قتل کروایا تھا

صرف اور صرف منسٹر کی کرسی پر آنے کے لیے اور جن جن جرائم میں ملوث ہو، ان سب کے بارے میں کھول کر رکھ دوں گا۔''

(اس سے پہلے کہ سردار اور کچھ کہتا حکیم دین اسے شوٹ کر دیتا ہے، مبشر اور فرید خان یہ سب دیکھ کر بوکھلا جاتے ہیں اور فوراً وہاں سے بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں مگر اسی لمحے حکیم دین جھاڑیوں میں ہوتی ہوئی سرسراہٹ سن کر الرٹ ہو جاتا ہے اور تسلی کے لیے جھاڑیوں کے قریب جا کر دیکھتا ہے خوش قسمتی سے فرید خان اور مبشر پہلے ہی وہاں سے نکل جاتے ہیں مگر حکیم دین کو اسی جگہ مبشر کے ٹیچنگ سینٹر کا کارڈ ملتا ہے۔ اس کا شک یقین میں بدل جاتا ہے کہ وہاں ضرور کوئی تھا اور وہ اپنے آدمیوں کو جنگل کا چپہ چپہ چھاننے کا حکم دیتا ہے)

(سین 16)

(رات کے تین بجنے کو ہیں فرید خان کے انتظار میں بیٹھا پورا خاندان بہت ہی پریشان کن حالت میں ہیں۔ دروازہ بجتا ہے..... فرید خان کے بڑے بھائی دروازہ کھولتے ہیں اور فرید کو پا کر غصے میں پوچھتے ہیں)

فرید کا بھائی: ''کہاں تھے اتنی رات گئے، کچھ خبر بھی ہے کہ وقت کیا ہوا ہے؟ دیکھو سب گھر والے تمھارے انتظار میں ابھی تک نہیں سوئے، (فرید کو لمبی لمبی سانس لیتے دیکھ کر) اور تم اتنا ہانپ کیوں رہے ہو، کیا ہوا ہے؟'' (لہجے میں نرمی لاتے ہوئے)

فرید خان: (کرسی کی طرف لپک کر) ''پانی، پانی..... مجھے بہت پیاس لگی ہے۔''

(گھبرائے اور تھکے ہوئے لہجے میں)

فرید کی امی: ''جلدی اس کے لیے پانی لاؤ، آخر کیا ہو گیا میرے لال کو.....''

فرید کی بھابھی: ''یہ لیجئے'' (پانی کا گلاس سامنے لا کر)

(فرید کانپتے ہوئے ہاتھوں سے گلاس پکڑ کر پانی کا پورا گلاس ایک دم پی لیتا ہے، اور ایک لمبی آہ کے ساتھ اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے)

(سین 17)

(صبح ناشتے کے لیے جیسے ہی فرید خان اپنے کمرے سے باہر آتا ہے، سب گھر والے اسے دیکھ کر مسکراتے ہیں، فرید کے بڑے بھائی رات کی فرید کی بری کیفیت کے بارے میں معلوم کرتے ہیں)

فرید کا بھائی: ''کیسے ہو فرید؟'' (ماجرین لگا ٹوسٹ دیتے ہوئے)

فرید: ''ٹھیک ہوں۔''

فرید کا بھائی: کل رات بہت دیر ہوگئی تمھیں اور آتے ہی بے ہوش ہوگئے۔ آخر ماجرا کیا ہے؟

فرید: (دل ہی دل میں) ''اب اگر میں نے انہیں سچ بتا دیا تو یہ کہیں پریشان نہ ہو جائیں، نہیں میں سچ نہیں بتا سکتا۔''

فرید کا بھائی: ''کیا ہوا کیا سوچنے لگے؟''

فرید: ''وہ دراصل ہوا یوں کہ میں مبشر کے ہمراہ کیمرا خریدنے چلا گیا تھا اور راستے میں اسکی بائیک خراب ہوگئی فاصلہ بہت لمبا تھا اور راستے میں کوئی گاڑی بھی نہیں مل سکی، تو چلتے چلتے بہت تھکان ہوگئی کہ معلوم نہیں گھر پہنچنے کے بعد کیا ہوا۔''

فرید کا بھائی: ''بھئی آپ کا موبائل تو آپ کے پاس ہی تھا ایک فون ہی کر لیا ہوتا۔''

فرید: ''موبائل فون کہیں مس پلیس ہو گیا تھا، ورنہ میں آپ سب کو اتنی تکلیف ہرگز نہیں دیتا۔''

فرید کی امی: ''رات گئی بات گئی، بے چارا کل سے بھوکا ہے اسے ناشتا تو ٹھیک سے کرنے دو، باتیں ختم نہیں ہوتیں تم لوگوں کی.....ناشتا کرو بیٹا۔''

فرید: (دل ہی دل میں) ''مبشر گھر پہنچا کہ نہیں، مجھے فوراً فون کر کے معلوم کرنا چاہیے....'' (کھڑا ہوتا ہے)

فرید کا بھائی: ''کیا ہوا؟''

فرید: ''ایک منٹ میں ابھی آیا، مجھے ایک ضروری فون کرنا ہے۔'' (اٹھ کر فون کرنے چلا جاتا ہے)

فرید خان: ''ہیلو، میں فرید بول رہا ہوں، مبشر ہے۔''

خاتون: ''ہاں ہے، میں ابھی بلاتی ہوں۔''

(چند سیکنڈ بعد)

مبشر: ''ہیلو.....''

فرید: ''میں بول رہا ہوں فرید، شکر ہے تم گھر خیریت سے پہنچ گئے۔''

مبشر: ''گھر پہنچ تو گئے ہیں مگر کہیں ان کی نظر میں تو نہیں آ گئے..... تمھیں یاد ہے نا ان آدمیوں میں سے ایک نے تمھارا ہاتھ پکڑ لیا تھا، وہ تو اچھا ہوا تم نے فوراً مٹی اٹھا کر اس پر دے ماری ورنہ۔''

فرید: ''یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اندھیرے کی وجہ سے اس نے میرا چہرہ ٹھیک سے نہ دیکھا ہو....اور ویسے بھی ہمارے پاس ان کے خلاف ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔''

مبشر: ''ہاں وہ کیمرا میرے پاس ہے۔''

فرید: ''تم اسے اپنے پاس ہی رکھو، میں ابھی آفس کے لیے نکلنے والا ہوں، ابھی آتا ہوں تمھارے گھر۔''

مبشر: ''لیکن میں تو سینٹر کے لیے نکلنے والا ہوں، ایسا کرو، تم ڈاریکٹ وہیں آ جاؤ۔''

فرید: ''چلو ٹھیک ہے، ٹیک کیئر۔''

مبشر: ''یوٹو..... بائے۔''

فرید: ''بائے۔''

(سین 18)

(فرید خان، مبشر سے ملنے اس کے سینٹر پہنچتا ہے، مگر وہاں پہنچ کر اسے پتا چلتا ہے کہ اسے کچھ لوگ زبردستی جیپ میں ڈال کر لے گئے وہاں پولیس بھی انویسٹی گیشن میں مصروف ہے۔ پولیس انسپکٹر کو جب فرید خان کے آنے کے بارے میں خبر ملتی ہے تو فوراً اس سے مل کر تحقیقانہ سوالات پوچھتا ہے)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

انسپکٹر: ''تم مبشر کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو، تمھاری تعریف؟''

فرید: ''میں فرید خان ہوں، مبشر کا بہت گہرا اور پرانا دوست، کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ وہ کون لوگ تھے جنھوں نے مبشر کو اغواہ کیا۔''

انسپکٹر: ''نہیں، تم بتاؤ اس کی کسی سے دشمنی یا ان بن تھی؟''

فرید: ''میں جہاں تک مبشر کو جانتا ہوں، وہ ایسا لڑکا نہیں ہے جو دشمن رکھتا ہو۔''

انسپکٹر: ''تم یہاں کس لیے آئے ہو؟'' (شک کرتے ہوئے)

فرید: ''دراصل میری ایک اہم چیز اس کے پاس تھی تو اس نے مجھے یہاں آنے کو کہا تھا تا کہ وہ میری چیز مجھے لوٹا سکے۔''

انسپکٹر: ''کیا میں جان سکتا ہوں وہ کیا چیز تھی؟''

فرید: ''میں لوکل نیوز چینل کے لیے کام کرتا ہوں ایک رپورٹر کی حیثیت سے، کل رات ہی ہم دونوں نے ایک کیمرہ خریدا تھا، رات کو وہ اسی کے پاس رہ گیا تو....''

انسپکٹر: ''ٹھیک ہے ٹھیک ہے، وقت پڑنے پر تم سے اور سوالات کرنے پڑ سکتے ہیں اس لیے ہمارے ساتھ تعاون کرنا....'' (چلا جاتا ہے)

فرید: ''مبشر کو کون اغوا کر سکتا ہے، کہیں اس کا تعلق رات کے واقعے سے تو نہیں (غور و خوض کرتے ہوئے) مگر ایسا کیسے ہو سکتا ہے، ان دہشت گردوں میں سے ایک آدمی نے مجھے دیکھا تھا تو مبشر کو کیوں لے گئے وہ.....اور انھیں مبشر کے سینٹر کا کیسے پتا چلا....کہیں مبشر کے اپنے جیب سے اس کے سینٹر کا کارڈ تو وہاں نہیں گر گیا جہاں کھڑے ہو کر ہم نے ویڈیو ریکارڈ کیا تھا، یقیناً یہی ہوا ہے، اب نہ جانے وہ مبشر کے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔'' (گھبراتے ہوئے دل ہی دل میں خود کلامی کرتے ہوئے) ''اور وہ کیمرا، کیا وہ ویڈیو کیسٹ بھی لے گئے ہوں گے.....اوہ میرے خدا میں کیا کروں۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

(اسی رات لوکل نیوز چینل پر مبشر کے اغواء کی رپورٹ دکھائی جاتی ہے جو فرید خان کی بنائی ہوئی ہے)

(سین 19)

(فرید خان کا گھر.....اگلے روز صبح آٹھ بجے کے قریب فرید کے لئے فون آتا ہے، فون کی گھنٹی سن کر فرید خان فون اٹھاتا ہے)

فرید: ''ہیلو..... جی بول رہا ہوں، ہاں بابر بولو''(بابر مبشر کا چھوٹا بھائی ہے)''کیا؟''(حیران ہوکر)'' کب؟.....اوہ نو...میں ابھی تمھارے گھر پہنچتا ہوں۔''(فرید خان شش و پنج کی حالت میں گھر والوں کو اطلاع کر کے مبشر کے گھر روانہ ہوتا ہے)

(سین 20)

(فرید خان مبشر کے گھر پہنچتا ہے، مبشر کے والدین سے ملنے پر اسے حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ اس کے دوست مبشر کو مار دیا گیا ہے)

مبشر کے والد: (روہانسے لہجے میں)''میں تو سمجھ رہا تھا کہ یہ اغوا برائے تاوان ہوگا مگر میرے بیٹے کو اس بھیانک طریقے سے مار دیا جائے گا.....''(رونے لگتے ہیں)۔

فرید: (غمگین ہوکر)''کیا آپ نے مبشر کی باڈی کو دیکھا تھا؟''

مبشر کے والد: ''نہیں، ایک آدمی فجر کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد کی طرف جا رہا تھا تو اسے اندھیرے میں کچھ دکھائی دیا، قریب سے معائنہ کیا تو پتا چلا کہ کسی کی لاش خون میں لت پت پڑی تھی.....پھر اس نے پولیس کو اطلاع دی اور پھر پولیس نے ہمیں خبر کی کہ انھیں میرے بیٹے کی لاش ملی ہے۔''(تیز آواز میں رونے لگتا ہے)

(فرید کے جذبات بھی اپنے دوست کی موت سے اپنے آپ کو کنٹرول نہ کر سکے اور آنکھوں سے آنسو بہہ چلے.... فرید کے سرہانے بیٹھا مبشر کا چھوٹا بھائی اپنے بڑے بھائی کے لیے جذبات ظاہر کرتا ہے)

بابر: ''فرید آپ کو پتا ہے، مبشر بھیا میرے صرف بھائی ہی نہیں تھے.....بلکہ بہت اچھے دوست بھی تھے، وہ مجھ سے

بہت پیار کرتے تھے میرے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار ہو جاتے.....کل صبح جب سینٹر جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے تب میں ان کے کمرے میں گیا، وہاں میں نے ایک کیمرا دیکھا، میں وہ کیمرا دیکھ کر بہت خوش ہوا، لیکن پھر بھیا نے بتایا کہ.....وہ کیمرا آپ کا ہے، پھر میں نے ان سے ویسا ہی کیمرا لانے کی ضد کی۔''

فرید: ''پھر....'' (آنسو پونچھتے ہوئے)

بابر: ''پھر انھوں نے کہا کہ جہاں سے یہ کیمرا خریدا ہے وہ وہاں پھر نہیں جا سکتے، میں نے ان سے پوچھا مگر وہ اداس ہو کر کرنے چلے گئے اسی دوران میں نے وہ کیمرا کہیں چھپا دیا اور وہ بھی اس کیمرے کے بارے میں بھول گئے، اور سینٹر چلے گئے۔''

فرید: ''اس کا مطلب، کیمرا تمھارے پاس ہے۔''

بابر: ''ہاں'' (درد بھری آنکھوں سے فرید کی طرف دیکھتے ہوئے)۔

فرید: ''کیا تم مجھے وہ دے سکتے ہو؟'' (پیار سے پوچھتے ہوئے)

(بابر کے جانے کے بعد فرید سوچتا ہے)

فرید: ''اب تو مجھے پورا یقین ہے، مبشر ان کے شک کا نشانہ بنا ہے۔'' (فرید کیمرا لے کر کسی اہم کام سے چلا جاتا ہے)

(سین 21)

(فرید خان کا گھر.....فرید کی بہن اور اس کا بیٹا فرید کے گھر آئے ہوئے ہیں، فرید گھر میں داخل ہو کر دور ہی سے سلام دعا کر کے اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے۔ سہیل سے یہ برداشت نہیں ہوتا وہ فوراً فرید ماموں کے کمرے جا کر ان کے سرہانے بیٹھ کر پوچھتا ہے)

سہیل: (ڈرامے کے انداز میں) ''تھک گئے کیا ماموں، منہ لٹکائے کیوں بیٹھے ہیں، اوئی ہوئی اتنا غصہ کس لیے.... باہر کچھ ہو گیا کیا ماموں...اب بولیں بھی ورنہ کہیں گے کہ، پیڑ بنے خاموش کھڑے ہیں اتنے اونچے

لوگ۔سر پر چڑھ کے بول رہے ہیں پودے جیسے لوگ۔''

فرید: ''کیا تم خاموش نہیں رہ سکتے (غصہ میں).....تمھیں اور کوئی کام نہیں ہے کیا، جاؤ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلو، میرا دماغ مت چاٹو.....''

سہیل: (معصومیت سے) ''دماغ ہے ہی کہاں آپ کے پاس، ہے نا.....ہوتا تو آپ اتنی جلدی غصہ میں تھوڑی آجاتے، ویسے کیا آپ نے خوش نہ رہنے کی قسم کھائی رکھی ہے جب دیکھو ڈانٹتے رہتے ہیں آپ، دیکھیں رنگ بھی کالا ہونے لگا ہے آپ کا اس غصے کی وجہ....''

فرید: ''تمھیں پتا ہے نا میں غصے میں ہوں.....اور تم جانتے ہو نا میں غصے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔'' (طیش میں آکر)

سہیل: ''نہیں آپ کچھ نہیں کر سکتے، آج تو میں آپ کو ہنسا کر ہی دم لوں گا۔''

(فرید کی ٹینشن اور بڑھ جاتی ہے، فرید سہیل کو ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر نکال دیتا ہے اور دروازہ بند کر دیتا ہے۔ سہیل بڑبڑاتے ہوئے اپنی ماں کے پاس جا کر بیٹھ جاتا ہے)

(سین 22)

(فرید اپنی بھابھی سے گفتگو کرتے ہوئے)

بھابھی: ''کیا یہ نیوز سچ ہے.....''

فرید: ''جی'' (ہاں میں سر ہلاتے ہوئے)

بھابھی: ''مگر ان کی مبشر سے کیا دشمنی تھی اور تمھیں یہ سب کیسے پتا چلا....''

فرید: ''بھابھی، مبشر میرے ساتھ ہی تھا۔اس رات میرا گھر پہنچنے میں دیر ہونا اور پھر بے ہوشی یہ سب اسی جگہ والے واقعے سے تعلق رکھتے ہیں۔''

بھابھی: ''میں کچھ سمجھی نہیں.....''

فرید: ''جس رات مجھے دیر ہوگئی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ.....'' (فرید سارا جنگل والا واقعہ اپنی بھابھی کو سناتا ہے یہ سن کر بھابھی گھبرا جاتی ہیں)

بھابھی: ''او میرے خدا، وہ لوگ اب تمھیں بھی نہیں چھوڑیں گے، تمھیں کیا ضرورت تھی ان باتوں کو میڈیا پر لانے کی، اب وہ تمھارے بھی دشمن بن جائیں گے۔''

فرید: ''وہ میرے دوست کے قاتل ہی نہیں بلکہ ملک دشمن لوگ ہیں اور میں ان کا پردہ فاش کر کے ہی رہوں گا۔''

بھابھی: ''نہ جانے تم کون سا ثبوت ٹی وی پر دکھانے کی بات کر رہے تھے، میں تو سمجھتی ہوں تمھیں اس کا پروپیگنڈہ کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔''

فرید: ''ضرورت تو اس بات ہے کہ کوئی ان لوگوں کو بے نقاب کرے جو ہمارے ہی ملک میں رہ کر اسی کے ساتھ غداری کر رہے ہیں۔ اور میں وہ کام جلد کروں گا۔''

بھابھی: ''مجھے تو بہت ڈر لگ رہا ہے، کہیں اس بیچ تمھیں کچھ ہو نہ جائے۔''

فرید: ''ہم جیسے رپورٹرز تو ہر وقت اپنی جان ہتھیلی پر لیے گھومتے ہیں، ہمارا تو اصل فرض ہی سچ کو سامنے لانا ہے اور یہ تو ایسا سچ ہے جو اگر سامنے نہ آیا تو یہ بے ایمان لوگ کسے بھی نقصان پہنچانے سے باز نہیں آئیں گے اور پھر اس معاشرے کو شر سے پاک کرنا اور مشکل ہو جائے گا (تسلی دیتے ہوئے) آپ بے فکر رہیں، جو ہوگا دیکھا جائے گا۔''

(سین 23)

سہیل: ''مامی، فرید ماموں کہاں ہیں؟''

فرید کی بھابھی: ''بیٹا وہ اپنے کمرے میں ہونگے.....نہیں شاید واش روم میں ہوں۔''

سہیل: (مسکرا کر) ''شکریہ مامی.....ہی ہی.....''

(سین 24)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

(ناشتا کرنے کے بعد)

فرید: ''اچھا، میں چلتا ہوں، بھابھی کیا آپ میرے کمرے سے کیمرہ لے آئیں گی پلیز.....''

بھابھی: ''ہاں، ابھی لاتی ہوں۔''

(کچھ دیر بعد)

فرید: ''شکریہ بھابھی'' (کیمرہ لیتے ہوئے) ''تم کیوں مسکرا رہے ہو؟'' (سہیل کو دیکھ کر)

سہیل: ''کیونکہ ماموں ہر کوئی آپ جیسا نہیں ہوتا۔''

فرید: (طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ) ''تم تو میرے جیسے ہو بھی نہیں سکتے۔''

(سہیل، فرید کے جانے کے بعد مزے لے کر جام لگی بریڈ کھانے لگتا ہے)

(سین 25)

(فرید اپنی موٹر بائیک پر نیوز چینل آفس کی طرف جا رہا ہے کہ پل پر کچھ غنڈے اس کی گاڑی روکنے کے لیے سامنے گاڑی کھڑی کر دیتے ہیں۔ فرید پیچھے کی طرف گاڑی موڑتا ہے مگر وہ دونوں اطراف سے پھنس جاتا ہے۔ فرید ان غنڈوں سے لڑنے کے لیے ناکافی تھا اس لیے اپنا بچاؤ نہ کر سکا، ان میں سے ایک شخص فرید سے کیمرہ چھین کر کہتا ہے)

غنڈہ: ''یہی ہے نا وہ کیمرہ جس کے ذریعے تم ہمارا راز فاش کرنا چاہتے تھے، یہ دیکھو یہ تو گیا پانی میں۔'' (کیمرہ کو پل سے پانی میں پھینک دیتا ہے)

فرید: ''نو.....(زور سے چلا کر) یہ تم نے کیا کیا۔''

(اپنے زخموں کو بھول کر کھڑا ہونے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ لوگ اسے پھر مارنا شروع کر دیتے ہیں مگر خوش قسمتی سے پولیس گشت لگاتے ہوئے وہاں پہنچ جاتی ہے اور پھر غنڈے وہاں سے بھاگ جاتے ہیں)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

(سین 26)

(سہیل اپنے بڑے ماموں یعنی فرید کے بڑے بھائی کے ساتھ فرید کے نیوز چینل آفس پہنچتا ہے)

فرید کا بھائی: ''لو ہم فرید کے آفس آ گئے مگر تم فرید ماموں سے کیا بات کرنے آئے ہو۔''

سہیل: ''ہے بس کچھ۔''

فرید کا بھائی: ''اچھا تم یہاں بیٹھو، میں معلوم کر کے آتا ہوں کہ فرید کہاں ہے۔''

(فرید کے بڑے بھائی کے ادھر ادھر ہونے کے بعد سہیل بھی آفس میں ادھر ادھر چکر لگانے لگتا ہے پھر وہ ایک ریکارڈنگ روم پہنچتا ہے جہاں تین افراد بیٹھے ہیں، کمرے میں بہت سارے ٹی وی بھی لگے ہوئے ہیں۔ سہیل ان گنت ٹی وی دیکھ کر حیرانی سے منہ کھولے کھڑا ہے۔ ایک بوڑھا آدمی جو اسی روم میں اپنی نشست پر بیٹھا ہوا ہے۔ سہیل کو دیکھ کر پوچھتا ہے)

آدمی: ''بچے تم یہاں کیا کر رہے ہو؟''

سہیل: (دل ہی دل میں) ''میں یہاں وہ مووی دیکھ سکتا ہوں، پر کیسے.....جی وہ بابا جی۔''

آدمی: (غصہ میں) ''بابا جی، خبردار جو مجھے بابا کہہ کر مخاطب کیا تو.....''

سہیل: ''ارے نہیں نہیں، میں آپ سے تھوڑی کہہ رہا تھا، وہ تو میں اس بابا جی کی بات کر رہا تھا جو ابھی مجھے باہر ویٹنگ روم میں ملا تھا، بڑا ہی ڈھیٹ آدمی ہے کرسی پر ایسے جم کر بیٹھا ہے جیسے یہ آفس اس کے والد کا ہے، اور تو اور یہاں کے بزرگوں کو ایسے ایسے لفظوں سے نواز رہا ہے جو میں اپنی زبان پر لا کر اپنی زبان خراب نہیں کرنا چاہتا۔''

آدمی: (بھڑک کر) ''اس کی یہ ہمت'' (اٹھ کر باہر جانے لگتا ہے کہ سہیل روک کر کہتا ہے)

سہیل: ''آپ اکیلے مت جائیے، ان دونوں مردوں کو بھی ساتھ لے جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ.....ارے آپ دونوں ابھی تک بیٹھے ہو، چلو اٹھو، ان کی مدد کرو....''

(سہیل، کمرا خالی پا کر مزے سے الیکٹرونک اپلائنسز سے کھیلنے لگتا ہے)

سہیل: ''یہ ویڈیو کیسٹ کہاں لگاؤں..... ہاں شاید اسی میں یہ ویڈیو دیکھ سکوں، آخر فرید ماموں مجھ سے اس کیسٹ میں کیا چھپا رہے تھے؟''

(سہیل ویڈیو کیسٹ لگا لیتا ہے، جیسے ہی آن کا بٹن دباتا ہے وہ بوڑھا آدمی اور دوسرے مرد حضرات ریکارڈ روم میں داخل ہوتے ہی کہنا شروع کر دیتا ہے)

آدمی: ''یہی ہے وہ بچہ جس نے.....''

(اس سے پہلے کہ بڈھا کچھ کہتا ویڈیو آن ہو جاتا ہے اور صرف ریکارڈ روم میں رکھے ٹی وی پر ہی نہیں بلکہ ملک بھر میں یہ ویڈیو دیکھی جاتی ہے، ویڈیو دیکھنے والے اپنی پلکیں جھپکے بنا سارے واقعے کو دیکھ کر بالکل ساکن جسم ہو جاتے ہیں....ویڈیو ختم ہونے کے بعد)

آدمی: ''اوہ مائی گاڈ، یہ نیوز نہیں ایک زبردست دھماکہ ہے....''

سہیل: (گھبرا کر) ''نہیں میں نے کچھ نہیں کیا۔ یہ تو فرید ماموں کی کیسٹ ہے۔''

آدمی: (مسکرا کر) ''گھبراؤ نہیں بیٹا تم نے تو وہ کام کیا ہے جو بڑے بڑے نہ کر سکے...''

سہیل: ''نہیں میں نے صرف فرید ماموں کے ساتھ شرارت کی تھی، میں نے یہ کیسٹ چوری نہیں کی....(روہانسے لہجے میں)''

(فرید کے بڑے بھیا سہیل کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے روم تک پہنچے اور پوچھا)

فرید کے بڑے بھیا: ''کیا آپ لوگوں نے میرے بھانجے سہیل کو دیکھا ہے؟''

سہیل: ''میں یہاں ہوں۔'' (پریشان ہو کر)

آدمی: ''یہ آپ کے ساتھ ہے، آج اس نے کمال کر دیا، ہمارے ملک کے غداروں کا پردہ فاش کر دیا اس نے.....''

فرید کے بڑے بھیا: ''اچھا وہ کیسے؟''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

(بوڑھا آدمی ساری بات بتاتا ہے)

(سین 27)

(ہسپتال میں)

فرید: (آہ بھرتے ہوئے) ''بہت تکلیف ہو رہی ہے اماں.....''

فرید کی امی: ''سب ٹھیک ہو جائے گا میرے لال۔''

فرید: ''اب کچھ ٹھیک نہیں ہوگا ماں، سب کچھ ختم ہو گیا، ان لوگوں نے میرے کیمرے کو پانی میں پھینک دیا جس میں ثبوت والی کیسٹ تھی۔''

(وارڈ میں فرید کی بھابھی اپنے شوہر اور سہیل کے ہمراہ داخل ہو کر کہتی ہیں کہ)

فرید کی بھابھی: ''فکر مت کرو فرید، سب ٹھیک ہو گیا ہے، ہمارے سہیل نے سب ٹھیک کر دیا ہے۔''

فرید: ''بھابھی کیوں میرے زخموں پر نمک چھڑک رہی ہیں، یہ تو صرف مسائل پیدا کرتا ہے حل کرنا اس کی عادت میں ہے ہی نہیں.....آہ۔''

فرید کی بھابھی: ''نہیں ایسا نہیں ہے، اس بار اس نے جو کارنامہ انجام دیا ہے نا تم سنو گے تو یقین نہیں کر پاؤ گے۔''

سہیل: ''فرید ماموں سچ مجھے نہیں پتا تھا کہ وہ ویڈیو کیسٹ اتنی بھیانک ہو گی، میں تو صرف آپ کے ساتھ مذاق کرنے کے لیے آپ کے ویڈیو کیمرے سے آج صبح وہ کیسٹ نکال دیا تھا وہ اس لیے کیونکہ آپ نے کل شام کو بہت ناراض کیا تھا۔ اور کیمرہ چھونے بھی نہیں دیا تھا۔ پتا نہیں آپ کیا چھپا رہے تھے مگر میں آئندہ کبھی آپ کی چیزوں کو نہیں چھیڑوں گا۔''

فرید: ''میرے بھانجے'' (سر چومتے ہوئے) ''پہلی بار عقل مندی والا کام کیا ہے تم نے، شکریہ.....'' (پیار سے دیکھ کر) ''ارے پاگل تم نے ان لوگوں کی زبان بند کر دی جو فساد پھیلانے والے ہیں، جنھوں نے کئی معصوموں کی جان لی اور ہمارے ملک سے نمک حرامی کی۔''

سہیل: ''آپ اتنا کیوں مسکرا رہے ہو، لگتا ہے کسی نے آپ کے سر پر بہت گہری چوٹ لگائی ہے۔''

فرید: (کان پکڑ کر) ''تم نہیں سدھرو گے نا۔''

سہیل: ''ماموں بس کیجئے، مجھے یقین آ گیا ہے کہ آپ کی یاداشت واپس آ گئی ہے۔''

(فرید کے ساتھ سب گھر والے مسکرانے لگتے ہیں)

☆☆☆

کتاب گھر کی پیشکش
http://www.kitaabghar.com
urdukutabkhanapk.blogspot.com

یاد گار شادی

کردار:

سہیل: شرارتی آٹھ سالہ لڑکا، سمجھ دار، فرید خان کا بھانجہ

فرید خان: 28 سالہ مرد، سہیل کا ماموں، لوکل نیوز رپورٹر

کوئل کا کی: 55 سالہ عورت، ایک دم فٹ

کرن: فرید خان کی منگیتر

وسیم (۸)، راحیل (۶)، جنید (۷).....فرید خان کے بھتیجے اور

فرید خان کی ماں، بڑا بھائی، بہن اور بھابھی

http://www.kitabghar.com

(سین 1)

(جب سورج پوری آب و تاب کے ساتھ ابھر آیا، بچے اسکول کے لیے تیاریاں کرنے میں مصروف ہو گئے، کچن کے برتن بجنے لگے، ٹھیک اسی وقت فرید کے کمرے میں کوئی دبے پاؤں داخل ہوا، فرید اپنے بیڈ پر کمرے کے سیلنگ کی طرف منہ کئے سو رہا تھا، دبے پاؤں آنے والے شخص نے ایک طوطا اس کی دائیں کان کے بالکل نزدیک تکیہ پر رکھا اور کمرے سے چلا گیا۔ پھر جو طوطا فرید خان کے کان میں پر زور آواز میں چیخا اس کی نیند تو اڑی ہی کان بھی بھائیں بھائیں کرنے لگے۔ فرید خان اپنے حواس کھوتے ہوئے کمرے کے دروازے کی طرف بھاگا، دروازہ کھولتے ہی گلا پھاڑ کر چیخا)

فرید خان: ''یہ طوطا میرے کمرے میں کس نے رکھا؟'' (غصے میں)

(سب اپنے کام چھوڑ کر اسپوٹ پر پہنچتے ہیں)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

فرید کا بھائی: ''کیا ہو گیا، تم ہوش میں تو ہو، کیوں اتنی صبح طوفان برپا کیا ہوا ہے؟''

فرید کا بھائی: (بچوں کی طرف مڑ کر غصے میں) ''طوطا میرے کمرے میں کیسے آیا؟''

راحیل: ''ہمیں نہیں پتا، طوطا تو سہیل ہی لایا تھا۔'' (معصومیت سے)

فرید خان: (سہیل کا نام سن کر اور غصے میں بھر آتا ہے) ''سہیل یہاں، کہاں ہے وہ؟ آج تو وہ نہیں بچنے والا..... سہیل کے بچے..... وہ ایسے نہیں آئے گا اب اسکا طوطا نہیں بچے گا۔''

سہیل: ''خبردار جو میرے طوطے کو ہاتھ بھی لگایا تو ماموں....؟'' (سامنے آکر)

فرید خان: ''کوئی ایک تو آج گیا۔ طوطے کو تو میں بعد میں دیکھوں گا پہلے ذرا تم سے نمٹ لوں....'' (سہیل کا ہاتھ پکڑ کر ڈرائینگ روم کی طرف لے جاتا ہے)

فرید خان: ''بچو، آج تمھیں بتاؤں گا، بہت شرارتیں بڑھتی جا رہی ہیں تیری....''

فرید کی امی: ''چھوڑنا بیٹا، بچہ ہے۔''

فرید خان: ''آج نہیں.....'' (ڈرائینگ روم میں ایک کرسی پر بٹھا کر رسی سے ہاتھ پاؤں باندھتا ہے)

سہیل: ''ماموں، یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟''

فرید خان: ''طوطے بہت اچھے لگتے ہیں نا تمھیں، اب دیکھ وہی طوطا تمھارے کندھے سے باندھوں گا، پھر سننا مٹھو اور مٹھو کی میٹھی چیخیں..... خبردار جو اس کے پاس تو کیا اس کمرے میں بھی کوئی آیا تو... اس کا بھی یہی حال ہوگا۔''

فرید کی بھابھی: ''دیکھو فرید یہ تو بچہ ہے بچوں کے ساتھ ایسا سلوک، اور پھر کل تمھارا نکاح ہے، مہمانوں کی آمد و رفت لگی رہتی ہے کوئی دیکھے گا تو کیا سوچے گا؟''

فرید خان: ''بھابھی آپ کو لوگوں کی پڑی ہے اور یہاں میری نیند اڑ گئی ہے۔''

(طوطا سہیل کے کان میں چیختا ہے)

سہیل: ''ماموں، آپ کو یہ سب مہنگا پڑنے والا ہے۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

فرید خان: ''دیکھیں اسے، ابھی تک بدتمیزی سے بات کر رہا ہے۔''

فرید کی بہن: (کمرے میں داخل ہوتے ہی) ''ارے میرے بچے کو اس طرح کس نے باندھا؟''

سہیل: ''اور کون ہو سکتا ہے ان کے علاوہ... فرید ماموں نے تو میری زندگی اجیرن کر دی ہے۔ اب دیکھیں نا امی ،طوطا خود بخود اڑ کر ان کے کمرے میں چلا گیا تو میرا قصور ہے۔'' (بھولے پن سے)

فرید خان: ''کتنا ٹٹنکی باز ہے یہ لڑکا...'' (دانت پیستے ہوئے)

فرید کی بہن: ''بس فرید... یہ ضروری تو نہیں کہ ہر بار سہیل ہی شرارت کرے، کچھ بھی ہو جائے تم اسے ہی پکڑتے ہو۔ اور رہی بات طوطے کے چیخنے کی تو یہ جانور ہے اسے کیا پتا اس کے پاس کون سو رہا ہے۔'' (رسی کھولتے ہوئے)

سہیل: (کھڑا ہو کر) ''جانور بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ کون کتنا اکڑو ہے۔''

فرید کی بہن: ''دیکھو فرید بھائی اب تمھاری شادی ہونے والی ہے اگر تم اسی طرح ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصہ ہوتے رہے تو نہیں چلے گا، تھوڑا لہجے میں نرمی لاؤ۔''

فرید خان: ''ٹھیک ہے میں کوشش کرتا ہوں مگر اسے بھی سمجھا دو۔'' (انگلی دکھاتے ہوئے)

سہیل: ''ہو گیا ماموں، اب ذرا برش وغیرہ کر لیجئے، آپ کے منہ سے بدبو آ رہی ہے۔'' (ناک کو انگلیوں سے بند کرتے ہوئے)

فرید خان: ''بدبو آ رہی ہے تو سونگھو نا'' (قریب آ کر منہ کھولتے ہوئے) آ....آ...

سہیل: ''یخ....میرا تو دم گھٹ جائے گا۔'' (کمرے سے بھاگتا ہے اور سب ہنسنے لگتے ہیں)

(سین 2)

(ٹیلی فون بجتا ہے، سہیل فون اٹھاتا ہے)

سہیل: ''ہیلو، سہیل بول رہا ہوں آپ کو کس سے بات کرنی ہے؟'' (ایک سانس میں بولتے ہوئے)

خاتون: (گلا پھاڑتے ہوئے) ''میں فرید کی اکلوتی پھپھو بول رہی ہوں۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سہیل: (بدتمیزی سے جواب دیتے ہوئے) ''تو کونسا بڑا کام کرلیا فرید کی پھپھو ہوکر۔''

خاتون: ''یہ بدتمیزی تم ہی کر سکتے ہو سہیل کے بچے۔''

سہیل: ''خود کو تو دیکھ لو، کیسے گلا پھاڑ رہی ہو، کم از کم فون پر تو رحم کرو۔''

خاتون: ''سہیل کے بچے شاید تم نے مجھے پہچانا نہیں اسی لیے اتنی ناشائستگی کا مظاہرہ کر رہے ہو۔ میں بھی کسی سے کم نہیں کوئل کا کی نام ہے میرا اور میں آج ہی فرید کی شادی میں شریک ہونے کے لیے آ رہی ہوں۔''

سہیل: ''کوئی ضرورت نہیں ہے، شادی کینسل ہوگئی ہے۔'' (فون کاٹ دیتا ہے)

فرید خان: ''کس کا فون تھا؟''

سہیل: ''آپ کی کوئل کا کی کا، یہاں آ رہی ہیں مصیبت...'' (منہ بگاڑتے ہوئے)

فرید خان: ''کوئل کا کی، یہ تو بہت اچھا ہے۔'' (خوش ہوکر)

سہیل: ''کیا خاک اچھا ہے، کل آپ کا نکاح ہے اور وہ آج ہی تشریف فرمانے والی ہیں۔''

فرید خان: '' great news، شکر ہے کوئی تو ملا تمھارے کان کھینچنے والا۔ بھئی میری آدھی فکر تو کم ہوگئی۔''

سہیل: ''آپ کو کونسی فکر لگی ہے جوان کے آنے پر کم ہونے والی ہے۔''

فرید خان: ''تم اور کون...اب جاؤ اپنی شکل گم کرو۔''

سہیل: ''ڈانٹ کیوں رہے ہیں جا رہا ہوں۔''

(سین 3)

(کرن (دلہن) کے گھر کا منظر جو کہ فرید کے گھر کے بالکل سامنے ہے وہاں نکاح کی تیاریاں پر جوش طریقے سے جاری ہیں۔ کرن کی ایک سات سالہ بھتیجی انم جو کہ گڑیا کے مشابہ ہے لیکن سہیل کی طرح بہت شرارتی ہے، دونوں ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ آج شام جب سہیل نے کرن کے گھر کی طرف قدم بڑھایا تو آنکھیں گھماتے ہوئے بولی)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

انم: ''لگتا ہے دلہے والے تم سے بہت بیزار ہو گئے ہیں، تبھی یہاں بار بار چکر لگا رہے ہو۔''

سہیل: ''دولہے والے مجھ سے بیزار ہیں یا نہیں یہ رہنے دو، سوال تو یہ اٹھتا ہے کہ کرن کا اثر تم پر کیوں نہیں پڑا۔''

انم: ''funny، تمھیں شرم نہیں آتی میری پھپھو کو نام سے پکارتے ہوئے۔ وہ تمھاری ممانی بننے والی ہیں۔''

سہیل: ''وہ میری دوست ہیں اور میں انھیں کچھ بھی کہوں تم کون ہوتی ہو مجھے سمجھانے والی۔ چلو راستہ دو، مجھے کرن میرا مطلب ہے میری ہونے والی ممانی سے ایک بات کرنی ہے۔''

انم: ''تم ابھی نہیں مل سکتے وہ مصروف ہیں اور ویسے بھی آج رات میٹھے کی رسم میں ہم سب دلہے کے گھر آنے ہی والے ہیں تو ابھی تم نہیں مل سکتے۔'' (گیٹ زور سے بند کرتی ہے)

(سین 4)

(گھر کی خواتین رات کو ہونے والی میٹھے کی تقریب کے لیے بہت سی لذیذ میٹھی ڈشیز اور مٹھائیاں تیار کر رہی ہیں۔ پورا گھر خوشبوؤں سے مہک رہا ہے..... خوشبو کا پیچھا کرتے ہوئے سہیل اپنے تینوں کزنز راحیل، جنید اور وسیم کے ہمراہ کچن کا رخ کرتا ہے۔ کچن میں داخل ہوتے ہوئے سہیل بولا)

سہیل: (گنگناتے ہوئے) ''یہ کس کی ہے خوشبو، یہ کس کا ہے جادو، آیا منہ میں پانی، دیکھ کے میٹھے لڈو.....''

راحیل: ''ارے باپ رے، ہم اتنی ساری میٹھی ڈشز کھائیں گے۔'' (خوشی سے پانی نگلتے ہوئے)

جنید: (فریج کھول کر) ''ارے واہ میرے پسندیدہ شاہی ٹکڑے بھی بنے ہیں۔''

وسیم: ''کیا واقعی، مجھے نہیں پتا تھا کہ چاچو کے نکاح میں یہ سب بنے گا۔''

(فرید کی بھابھی جوان بچوں کی باتیں سن کر مسکرا رہی تھیں بولیں)

فرید کی بھابھی: ''پتا ہوگا بھی کیسے یہاں اس گھر میں پہلی بار شادی جو دیکھ رہے ہو۔''

سہیل: ''مجھے پتا ہے اتنے میٹھے فرید ماموں کی کڑوی زبان کو میٹھا کرنے کے لیے تیار کیے گئے ہیں، ہے ناں۔''

فرید کی امی: ''ارے نہیں بچے یہ تو ہمارے گھر کی ریت بن چکی ہے۔''

سہیل: ''رَیت بن چکے ہے۔''

فرید کی امی: ''رَیت نہیں، رِیت، رسم جسے کہتے ہیں.....فرید کی ابا کے ابا سے یہ رسم چلی آرہی ہے، ہم نے اپنا الگ شادی کرنے کا طریقہ بنایا ہوا ہے جس میں صرف دو رسمیں ہیں ایک میٹھے کی تقریب اور دوسری نکاح کی تقریب۔ میٹھے کی تقریب دلہے کے ہاں اور نکاح کی تقریب دلہن والوں کے ہاں ہوتی ہے۔''

سہیل: ''نانی ان تقریبوں میں کیا ہوتا ہے؟'' ((لڈو اٹھا کر چکھتے ہوئے)

فرید کی امی: (عینک ٹھیک کرتے ہوئے) ''میٹھے اور نکاح کی تقریب بہت سادے طریقے سے مناتے ہیں، کوئی شور شرابہ نہیں جیسا کہ آج کل کی شادیوں میں دیکھنے میں آتا ہے.....اور نہ ہی ہم مہمانوں کو مدعو کرتے ہیں بس دونوں (دلہا دلہن) کے گھر کے لوگ ہوتے ہیں ہاں اگر بیٹیاں سسرال ہوں تو اپنی بیٹی اور اسکے شوہر بچوں کو دعوت دی جاتی ہے جیسے تم اور تمھاری امی ابو، سمجھے سہیل بیٹا۔''

سہیل: ''اگر ایسا ہی ہے تو کوئل کا کی یہاں کیوں آرہی ہیں، وہ تو ہماری فیملی ممبر نہیں ہیں۔''

فرید کی بھابھی: (مسکراتے ہوئے) ''کوئل کا کی ہماری فیملی ممبر جیسی ہی ہیں اس لئے۔''

وسیم: (پانی پی کر) ''امی انھیں سب کوئل کا کی کیوں کہتے ہیں؟''

فرید کی بھابھی: ''کا کی تو بس یوں ہی کہتے ہیں، باقی رہی بات کوئل کہنے کی تو ان کے مرحوم شوہر انھیں چڑانے کے لیے کوئل کہا کرتے تھے انہی سے یہ کوئل کا کی کہی جانے لگیں۔''

سہیل: ''کا کی بولتی ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے دور کہیں ڈرم گر رہے ہوں مگر کوئل کہہ کر بچاری کوئل کو کیونکر بدنام کر دیا آپ لوگوں نے، بھئی میں تو انھیں صرف کا کی ہی بلاؤں گا۔''

سہیل کی امی: ''بیٹا سہیل، کوئل کا کی سے عزت سے بات کیا کرو اور اگر اس بار تم نے کوئی ایسی ویسی حرکت کی نا تو میں تمھاری حمایت نہیں کرنے والی۔''

(فرید اپنے بڑے بھیا اور جی جا کے ہمراہ کچن میں آتا ہے)

فرید خان: (شرمیلی سی مسکراہٹ کے ساتھ) ''کیا ہو رہا ہے؟''

سہیل: ''تو اتنا مسکرا کر پوچھنے کی کیا ضرورت ہے یہاں کیا کرن مامی بیٹھی ہیں۔''

فرید خان: (پیار سے) ''تو کیا غصہ میں پوچھوں...''

فرید کے بھیا: ''سہیل میاں، آپ کو نہیں پتا یہ مسکراہٹ من میں لڈو پھوٹنے سے آتی ہے، دیکھو تو کیسی شرمیلی مسکراہٹ دے رہا ہے چہرا...''

فرید خان: (مسکراہٹ کو دبانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے) ''کون مسکرا رہا ہے۔''

سہیل: ''مجھے یہ سمجھ نہیں آتا آخر لڑکا شادی کرنے لگتا ہے تو شرمیلا کیوں ہو جاتا ہے، ویسے تو لڑکیوں سے منہ پھٹ ہو کر باتیں کرتا ہے۔''

فرید خان: (سہیل کا گال تھپتھپاتے ہوئے) ''تم ابھی بچے ہو، تم نہیں سمجھو گے۔''

سہیل: ''اف او جیسے آپ کو تو بار بار شادی کرنے کا تجربہ ہے۔''

فرید کے بھیا: ''بیٹا سہیل پہلی شادی کے بعد تجربہ دوبارہ کرنے کی ہمت کس کی ہوتی ہے۔''

فرید کی بھابھی: ''جیسے میں نے آپ کے پیروں میں بیڑیاں ڈالی ہوئی ہیں، آپ اپنی مرضی کے خود مالک ہیں۔'' (برا مناتے ہوئے)

سہیل: ''بات کہاں سے کہاں چلی گئی اور یہ سب فرید ماموں کی وجہ سے ہوا ہے، نہ شرماتے نہ بڑی مامی برا مناتیں۔''

فرید خان: ''اچھا جی اب دلہا شرمائے بھی نا...''

سہیل: ''فرید ماموں، مجھے نہیں لگتا کہ آپ کی شادی میں مزہ آنے والا ہے، یادگار تو نہیں بننے والی، لیکن میں نے بھی اسے یادگار بنانے ارادہ کر لیا ہے۔''

فرید خان: (شک کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے) ''کیا کرنے والے ہو تم؟''

سہیل: ''دیکھتے جایئے.....آپ کی شادی ایسی یادگار بناؤں گا کہ ہر کوئی یاد رکھے گا۔''(دعوے سے)

(سین 5)

(سہیل اپنے کزنز وسیم، راحیل اور جنید کے ساتھ گھر کے مین گیٹ پر پھیرا دیتے ہوئے)

وسیم: (جھنجھلاتے ہوئے) ''ابے یار، یہاں کھڑے ہوئے کتنی دیر ہوگئی ہے مگر کوئل کا کی کا دور تک کوئی سراغ نہیں۔''

راحیل: (ہونٹ چباتے ہوئے)''سہیل تم نے فون پر سننے میں کوئی غلطی تو نہیں کر دی۔''

سہیل: (ڈانٹنے کے انداز میں)''تم لوگوں سے ذرا سی مدد کیا مانگی اتنا سنانے لگے ہو، تھک گئے ہو تو چلے جاؤ، میں اکیلا ہی کافی ہوں۔''

راحیل: ''تم تو ناراض ہی ہو گئے.....تم نے کچھ سنا...''

سہیل: ''نہیں....''

راحیل: ''شاید اندر کوئی مجھے بلا رہا ہے، میں ابھی آتا ہوں.....''(اندر بھاگتا ہے)

وسیم: ''آ چھو...آ...چھو....لگتا ہے مجھے نزلہ ہو گیا ہے، میں ناک صاف کر کے آتا ہوں۔(اندر بھاگتا ہے)''

جنید: ''یار سہیل میرے دونوں بھائی اندر چلے گئے ہیں وہ تمھاری شرارت میں شامل ہونا نہیں چاہتے....مگر میں تمھارے ساتھ ہوں...(ہچکچاتے ہوئے) لیکن اگر فرید چاچو کو تمھاری اس شرارت کے بارے میں علم ہو گیا اور اگر میرا نام....نہیں نہیں میں رزک نہیں لے سکتا، معاف کر دینا۔''(اندر بھاگتا ہے)

سہیل: (غصہ میں پھول کر بڑبڑاتے ہوئے)''ارے بزدلوں تم تینوں سے مجھے کوئی توقع بھی نہیں ہے.....مگر کا کی ابھی تک آئی کیوں نہیں...لگتا ہے وہ نہیں آنے والی اور مجھے بھی رات کو ہونے والی تقریب کے لئے تیار ہو جانا چاہیے۔''(منہ لٹکائے گھر میں چلا جاتا ہے)

(سین 6)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

(ڈرائینگ روم میں)

فرید کی امی: ''ارے یہ کیا، یہ فالتو سامان یہاں سے ابھی تک نہیں ہٹایا.....داماد جی ذرا آپ ہی ان چیزوں کو دوسرے روم میں رکھ دو....راحیل یہ کیا منہ میں چیونگم چبائے جا رہے ہو، چلو جاؤ فوراً تھوک کر آؤ، یہ آج کل کے بچے...''

فرید کی بھابھی: (ڈرائینگ میں داخل ہوتے ہوئے)''صرف ایک گھنٹہ میں دلہن والے آ جائیں گے مگر استری کا کوئی پتا نہیں.....ماں جی آپ نے استری دیکھی کیا؟''(جلد بازی میں)

فرید کی امی: ''مجھے کیا پتا بہو، میں کرتی ہوں کیا استری؟''

فرید کی بھابھی: ''اوہ، امی ٹھیک ہے..''(چلی جاتی ہے)

وسیم: (کیمرا ہاتھ میں لیے)''دادی مسکراؤ آپ کی مووی بن رہی ہے.....ارے یہ کیا دادی آپ ابھی تک پرسوں والے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔''

فرید کی امی: (غصہ ہو کر)''ابھی بدلنے جا تو رہی ہوں، چلو ہٹو...''

http://www.kitaabghar.com

(سین 7)

(وسیم کیمرہ لئے اس کمرے میں جاتا ہے جہاں سہیل آئینے کے سامنے کھڑا مسکراتے ہوئے اپنے بالوں کو سنوار رہا ہے)

وسیم: ''واؤ یار، تیرا کرتا پاجامہ تو بہت خوب صورت ہے، آج تو تم ہیرو لکھنوی لگ رہے ہو۔(سہیل کے کرتے کو کیمرے میں قید کرتے ہوئے)''

سہیل: ''بس یار اب میں کیا کہوں، بات اس کرتے میں نہیں میں نے اسے پہنا ہے اس لئے یہ کرتا اور دمک رہا ہے۔''(منہ میاں مٹھو بنتے ہوئے)

وسیم: ''فرید چاچو بھی آج شاندار کرتا پاجامہ پہننے والے ہیں۔''

سہیل: (طنزیہ ہنس کر) ''اچھا، مجھے نہیں لگتا وہ کرتا پاجامہ پہنے گے۔''

وسیم: ''تمھیں ایسا کیوں لگتا ہے؟ چاچو نے خاص طور پر لکھنوء سے منگوایا ہے اور تو اور کھسّے بھی۔ رواج کے مطابق سب ہی کرتے پاجامے میں ہونگے۔''

سہیل: ''لڑکیاں بھی؟''

وسیم: ''ہاں۔''

سہیل: ''چل چل کر دیکھتے ہیں، فرید ماموں تیار ہوئے ہیں کہ نہیں....'' (ہاتھ کھینچتے ہوئے)

وسیم: ''اوئے رک تو.....''

(فرید خان کے کمرے کا دروازہ بجاتے ہوئے)

وسیم: ''چاچو، صرف آدھا گھنٹہ بچا ہے، آپ تیار ہوئے کہ نہیں؟''

سہیل: ''ماموں، دروازہ تو کھولیں، ہم آپ کے ہوش اڑا دینے والے کرتے کو دیکھنے کو بے چین ہیں....''

وسیم: ''یہ تو کچھ بولتے ہی نہیں...ابھی سب کو بلاتا ہوں۔''

سہیل: ''گڈ، جلدی کرو۔''

وسیم: (چلاتے ہوئے) ''امی، ابو، پھپھو، پھپھا، دادی جلدی آؤ چاچو دروازہ نہیں کھول رہے ہیں۔''

(سب اپنے اپنے کام چھوڑ چھاڑ کر اسپوٹ پر آتے ہیں اور سوالات کی بوچھاڑ شروع کرتے ہیں)

فرید کی امی: ''کیا آفت آئی ہے؟''

فرید کا بھائی: ''کیوں چیخ رہے ہو؟''

فرید کی بہن: ''یہ بچے کبھی سکون سے نہیں رہنے دیتے۔''

فرید کا بہنوئی: ''آخر ہوا کیا ہے کچھ بولو بھی...''

سہیل: (الجھ کر) ''اف او کتنے سائنسی لوگ ہو آپ، سوالات پہ سوالات کئے جا رہے ہو۔''

وسیم: ''چاچو اندر بند ہو گئے ہیں اور جواب بھی نہیں دے رہے ہیں۔''

فرید کی امی: ''کس نے بند کر دیا میرے بہادر بچے کو؟''

سہیل: ''نانی یہ بہادر نہیں فرید ماموں کی بات ہو رہی ہے، کہاں پھنس گیا میں۔'' (ماتھے پر ہاتھ مار کر)

فرید کا بھائی: (زور سے دروازہ بجاتے ہوئے) ''فرید دروازہ کھولو....فرید..''

سہیل: ''بڑے ماموں دروازہ توڑ دیجئے۔''

فرید کی بھابھی: ''یہ کیا حرکت کرنے لگے ہیں آپ، ابھی دلہن والے آنے والے ہیں، ٹوٹا ہوا دروازہ دیکھا تو کیا سوچیں گے دلہے کے کمرے میں دروازہ ہی نہیں۔''

سہیل: ''تو بڑی مامی آپ اپنے ٹخنوں پر مارتے ہوئے عقل کیوں نہیں لڑاتیں۔''

فرید کی بھابھی: (ناراض ہو کر) ''میری عقل ٹخنوں میں نہیں ہے۔''

فرید کا بھائی: (دبی ہوئی ہنسی میں) ''کسی کو ادھار دی ہوئی ہے۔''

سہیل: ''بڑے ماموں آپ کو اس وقت اپنے ذاتی معاملات لے کر بیٹھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس مسئلے کو حل کیجئے.....فرید ماموں دروازہ کھولو ورنہ ہمیں مجبوراً دروازہ توڑنا پڑے گا....'' (چلا کر)

(فرید فوراً دروازہ کھولتا ہے، فرید کو دیکھ کر سب زوردار قہقہہ لگاتے ہیں)

سہیل: ''فرید ماموں لونگی میں ہاہاہا.....''

فرید کا بھائی: (ہنستے ہوئے) ''میرے بھائی یہ کیا ہے ہاہا...تم نے کبھی بھولے سے بھی لونگی کو ہاتھ نہیں لگایا اور ہاہاہاہا..آج اتنے خاص دن پر لونگی میں ہاہا....''

فرید خان: (غصے میں کمرے میں بیڈ پر بیٹھتے ہوئے) ''میری یہاں جان جا رہی ہے اور آپ لوگ ہنس رہے ہیں۔''

وسیم: (کیمرے سے مووی بناتے ہوئے) ''چاچو واہ کیا بات ہے اور اچھی بات ہو اگر آپ تھوڑا مسکرا دیں۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

فرید خان: (انگلی دکھاتے ہوئے) ''وسیم فوراً کیمرہ بند کرو ورنہ۔''

فرید کی بھابھی: ''وسیم بند کرو....اب بتاؤ بھی آپ کا یہ حال ہوا کیسے؟'' (مسکراہٹ دباتے ہوئے)

فرید خان: ''میری الماری نہیں کھل رہی ہے، کب سے یہ چابی ٹرائی کر رہا ہوں، میرے سارے کپڑے اندر الماری میں ہیں۔''

فرید کا بھائی: (ہنستے ہوئے) ''تو یہ لونگی تمھارے کمرے میں کیسے آئی....(چونک کر) ارے یہ تو میری لونگی ہے۔''

فرید کا بھائی: کیا؟ (حیرانی سے)

فرید کی بھابھی: ''اور یہ چابی بھی ہمارے کمرے کی لگتی ہے، تبھی نہیں لگ رہی....لگتا ہے کسی نے پوری تیاری کے ساتھ یہ کام کیا ہے، کون ہے وہ؟ خیر پہلے میں اپنی الماری کی چابی دیکھ کر آتی ہوں....'' (چلی جاتی ہے)

سہیل: (مذاق کرتے ہوئے) ''ماموں دودھ ملے گا۔''

فرید خان: ''میں تمھیں دودھ والا دکھ رہا ہوں۔ اپنا منہ بند رکھو ورنہ ایسا ہاتھ ماروں گا کہ نانی یاد آجائے گی۔''

سہیل: (ہنستے ہوئے) ''ماموں میری نانی تو یہیں کھڑی ہیں لگتا ہے آپ کو اپنی نانی بہت یاد آرہی ہے، پر اب ہم آپ کی نانی کو دوزخ سے واپس تو نہیں لا سکتے نا۔''

فرید کی امی: ''سہیل بیٹا، ادھر آ....''

سہیل: (گھبراتے ہوئے) ''کیوں؟''

فرید کی امی: (رعب سے) ''ادھر آ...''

سہیل: ''کیا ہے نانی....آ...نانی چھوڑ و میرا کان..آ....''

فرید کی امی: ''بہت لمبی ہوگئی ہے نا تیری زبان، میری مرحوم ماں کے بارے میں ایسی بات کی تم نے، شیریں یہ تو واقعی بدزبان ہوتا جا رہا ہے۔'' (کان چھوڑتی ہیں)

سہیل: ''اگر آپ اسی طرح معصوم بچوں کے کان کھینچتی رہیں تو آپ کو بھی جہنم میں رہائش مفت ملنے والی

ہے۔'' (دور ہٹتے ہوئے)

فرید خان: ''تم نے تو جیسے یہاں امن وسکون کا ماحول بنایا ہوا ہے نا۔'' (لونگی ٹھیک کرتے ہوئے)

سہیل: ''آپ یا تو ماحول کی بات کرلو یا اپنی لونگی سنبھال لو۔'' (مذاق اڑاتے ہوئے)

فرید کی بھابھی: (فرید کی بھابھی اندر آتے ہوئے) ''جو سوچا تھا وہی ہوا، یہ میری الماری کی چابی تھی، تمھاری الماری کی چابی ہماری الماری میں اٹکی ہوئی تھی۔''

فرید کی بہن: ''لیکن یہ سب ہوا کیسے؟''

(فرید اپنی الماری میں چابی لگاتے ہوئے کہتا ہے کہ)

فرید خان: ''اللہ کرے یہ چابی میری الماری کی ہو....لگ جا... yeah کھل گئی میری الماری....''

سہیل: ''ماموں آپ تو ایسے خوش ہو رہے ہو جیسے الماری نہیں کھلی بلکہ نئی زندگی ملی ہو۔''

فرید خان: ''نئی زندگی ہی ملی ہے اور کہیں اس سارے ڈرامے کے پیچھے تمھارا ہاتھ تو نہیں۔'' (سہیل کو خون خوار نظروں سے دیکھتے ہوئے....سہیل کمرے سے باہر دوڑ لگاتا ہے)

فرید کی بھابھی: ''اب چھوڑو اسے جلدی تیار ہو جاؤ، دس منٹ میں دلہن والے ہمارے گھر ہونگے۔'' (معاملہ ٹھنڈا ہوتا ہے)

(سین 7)

(دس بجتے ہی دلہن والے دلہے کے گھر تشریف لاتے ہیں، بڑی گرم جوشی سے دلہن اور دلہن کی فیملی کو خوش آمدید کہا جاتا ہے، ان کے ہمراہ کوئل کا کی کو آتا دیکھ کر سہیل بوکھلا کر خود سے کہتا ہے)

سہیل: (دل ہی دل میں) ''مر گئے، یہ کا کی دلہن والوں کے گھر تھی، اب کیا ہوگا سہیل۔''

(کوئل کا کی: قد چھ فٹ، اشوریہ رائے کی طرح خوب صورت، آواز چیل کے مشابہ، عمر ۵۵ سال، بینائی کمزور ہونے کی وجہ سے ۶ نمبر کا چشمہ پہنتی ہیں جس سے ان کی آنکھیں طبیلے میں گھورتی ہوئی بھینس کی طرح لگتی ہیں....نہ

چھٹنے والی سونف چبانے کی عادت کا شکار، جس کی وجہ سے منہ کا ذائقہ خوشنما نہیں رہا....اس وقت ہر ایک سے خوش ہو کر ملتی ہیں لیکن جیسے ہی نظریں سہیل کا دیدار کرتی ہیں ساری ہنسی غائب ہو جاتی ہے، فوراً سہیل کی طرف لپکتی ہیں)

کوئل کا کی: ''اچھا تو یہ تھا شیطان ادھر کھڑا ہے۔''

سہیل: (کوئل کا کی کو اپنی طرف آتا دیکھ کر) ''باپ رے یہ تو میری طرف ہی آ رہی ہے....''

(سہیل بھاگنے لگتا ہے کہ کوئل کا کی کے لمبے ہاتھ اسے جکڑ لیتے ہیں)

کوئل کا کی: ''کیوں بھئی بدمعاش، اب کہاں بھاگا جا رہا ہے، مجھے کہہ رہا تھا کہ شادی کینسل ہوگئی ہے حالانکہ میں دلہن والوں کے گھر ہی سے فون کر رہی تھی۔''

سہیل: (درد کا بہانہ کرتے ہوئے) ''آوچ کا کی، میرے ہاتھ چھوڑو، آہ.....''

کوئل کا کی: ''صرف ایک شرط پر چھوڑوں گی اگر آج میرے ساتھ کوئی ایسی ویسی شرارت نہیں کرو تو....''

سہیل: ''آہ، نہیں کروں گا، چھوڑو میرا ہاتھ آستین کی استری خراب مت کرو۔''

کوئل کا کی: ''پہلے وعدہ کر۔''

سہیل: ''اچھا کا کی وعدہ، اب تو چھوڑو۔''

کوئل کا کی: ''لو چھوڑا، اب بتا فرید کے ساتھ شرارت کے کیا پلان ہیں۔''

سہیل: ''پاگل سمجھا ہے کیا، دشمن کے ہاتھ میں پستول دے دوں۔''

کوئل کا کی: (کان پکڑ کر) ''نہیں بتائے گا۔''

سہیل: ''آہ...تم عمر رسیدہ عورتیں ہمیشہ بچوں کے کان ہی کیوں کھینچتی ہو؟''

کوئل کا کی: ''تاکہ آئندہ ایسی حرکتیں نا کرو۔'' (کان چھوڑتی ہے)

سہیل: ''آپ لوگ ہمیشہ میرے کان کھینچتے ہو، ابھی تک اسکا اثر ہوا ہے کیا، خواہ مخواہ اپنی ننھی منی جان معصوموں پر لگاتے ہو...دو دن کی زندگی ہے اللہ اللہ کرو۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کائل کا کی: ''کیا بولا؟''

(سہیل ہنس کر بھاگتا ہے)

فرید کی امی: (تھوڑی پکڑ کر) ''کیا بڑبڑائے جا رہی ہو کا کی؟''

کوئل کا کی: ''اور کروں بھی کیا، آپ کا نواسا سہیل جہاں ہو وہاں کوئی دوسرا کر بھی کیا سکتا ہے۔''

فرید کی امی: ''ہر ایک اس سے پریشان ہے خیر چلو سب کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔''

کوئل کا کی: ''چلئے۔''

(سین 9)

(ڈرائینگ روم میں سب لوگ کرن (دلہن) کو شرماتا ہوا دیکھ کر باتیں کرتے ہیں)

فرید کی بھابھی: (چھیڑتے ہوئے) ''ارے واہ کرن، شادی تو تمھاری کل ہے اور تم آج بھی اتنا کھلکھلا رہی ہو۔'' (دلہن شرمانے لگتی ہے)

دلہن کی امی: ''بہت خوبصورت لگ رہی ہے میری بیٹی کسی کی نظر نہ لگے۔''

کوئل کا کی: (بلائیں لیتے ہوئے) ''اللہ نظر بد سے بچائے۔''

سہیل: ''تو یہ کہیں نہ، اللہ نظر کا کی سے بچائے۔''

(سب ہنسنے لگتے ہیں)

کوئل کا کی: ''تم اپنا منہ بند نہیں رکھو گے۔'' (آنکھیں دکھاتے ہوئے)

سہیل: ''کا کی پلیز مجھے یوں مت دیکھا کرو، بہت ڈر لگتا ہے۔'' (مذاق اڑاتے ہوئے)

دلہن کی ماں: ''سب یہاں موجود ہیں مگر یہ دولہے میاں کہاں ہیں بھئی وہ آئیں تو میٹھے کی تقریب شروع کریں۔''

فرید کی بہن: ''میں دیکھتی ہوں...''

سہیل: ''امی آپ کہاں جا رہی ہیں میں دیکھتا ہوں ماموں فرید کو.....'' (اکڑ کر اٹھتے ہوئے)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کرن: ''ویسے سہیل آج آپ بہت سج رہے ہو۔''

انم: (کرن کی بھتیجی) ''کرن پھپھو اسکی اتنی تعریف مت کیجیے، ویسے ہی اتنا اکڑ رہا ہے اور اکڑ جائے گا۔''

سہیل: ''میری ہونے والی کرن مامی، کیا آپ کی بھتیجی نے یہاں آنے سے قبل کوئلے چبائے تھے کیا؟''

سہیل: (ہنسی دباتے ہوئے) ''کیوں؟''

سہیل: ''کیونکہ جب یہ بولتی ہے تو اس کے منہ سے کالا دھواں نکلتا ہو، جلنے کی بو آتی ہے۔''

انم: ''تم کیوں اوپر سے جلے جا رہے ہو؟''

سہیل: (ناک بند کرتے ہوئے) ''اں ہوں، بہت خطرناک دھواں چھوڑتی ہو تم۔'' (باہر چلا جاتا ہے)

(سین 10)

(سہیل، فرید خان کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آتا ہے.... فرید ماموں کو چہرے پر کریم لگاتے دیکھ کر کہتا ہے)

سہیل: ''انسان چاہے اوپر سے کتنا ہی اچھا لگے فطرت تو ویسی ہی رہتی ہے۔''

فرید خان: (آستین اوپر چڑھاتے ہوئے) ''تم یہاں کیوں آئے؟''

سہیل: ''میں خود نہیں آیا بلکہ بھیجا گیا ہوں یہ کہنے کے لیے کہ....''

فرید خان: (بات کاٹ کر) ''کہ دلہن والے آ گئے ہیں۔''

سہیل: ''ہاں، لیکن مجھے یہ کہنے کے لئے بھیجا گیا ہے کہ آپ کو ابھی سب کے سامنے نہیں آنا۔''

فرید خان: ''کیوں؟ میں دولہا ہوں اور میں ہی....''

سہیل: ''اسی لئے تو، بھئی آپ کو نہیں معلوم مگر نانی نے مجھے شام کو سب کے سامنے بتایا تھا کہ دولہا دلہن والوں کے سامنے ذرا دیر سے آئے تو اس کی عزت اور زیادہ کی جاتی ہے۔''

فرید خان: (سوچتے ہوئے) ''اچھا، تو کیا میں اکیلا یہاں بیٹھا رہوں گا۔''

سہیل: ''ہاں، اس وقت تک جب تک میں خود وہاں سے ایسی کوئی خبر نا لے آؤں۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

فرید خان: ''لیکن میں تمھارا اعتبار کیوں کروں کہیں....''

سہیل: ''اچھا تو پھر خود ہی جا کر معلوم کر لو...''

فرید خان: ''ہاں یہ صحیح رہے گا....'' (جانے لگتا ہے کہ)

سہیل: ''ٹھیک ہے، پر بے وقوف ہمیشہ بے وقوفی ہی کرتا ہے اور آپ ان میں سے ایک ہو۔''

فرید خان: (رک کر) ''شاید مجھے تمھاری بات مان لینی چاہیے۔''

سہیل: ''یہ ہوئی نہ مردوں والی بات، ویسے آپ پہچاننے میں نہیں آ رہے، بہت الگ لگ رہے ہیں (خوشامد کرتے ہوئے) کرن مامی تو بے ہوش ہو جائیں گی۔''

فرید خان: (خوش ہو کر) ''کیا میں اتنا اچھا لگ رہا ہوں۔''

سہیل: ''کرن مامی سے کم، وہ آپ سے بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی ہیں، مجھے تو ڈر ہے کہ کہیں آپ ان کو ایک دم دیکھ کر اپنے حواس نہ کھو دیں۔''

فرید خان: ''کیا کہہ رہے ہو۔'' (حیرانی سے)

سہیل: ''دو تین تو کھو ہی چکے کہیں۔'' (چھوڑتے ہوئے)

فرید خان: ''نہیں نہیں۔'' (شرماتے ہوئے)

سہیل: ''خیر میں وہاں کا حال دیکھتا ہوں، جب تک میں بکلم خود نا کہہ دوں، آپ یہاں سے ہلیں گے بھی نہیں۔''

فرید خان: ''ہاں ہاں ٹھیک ہے۔''

(سین 11)

(ڈرائینگ روم میں.... سہیل کو دیکھتے ہی پوچھتے ہیں کہ)

فرید کی بھابھی: ''فرید کہاں ہے؟'' (دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے)

سہیل: ''ماموں ابھی نہا رہے ہیں۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

فرید کی بھابھی: ''کیا؟ ابھی تک۔ آئی تھنک انھیں تو بیس منٹ ہو گئے ہیں۔''

فرید کی امی: ''پہلی بار دولہا بن رہا ہے تھوڑا ٹائم تو لگے گا ناں۔'' (مذاق کرتی ہیں)

وسیم: (موو ی بناتے ہوئے) ''کا کی مسکرایئے تو ذرا....''

کوئل کا کی: (پوز دیتے ہوئے) ''موو ی بنا رہے ہو، اچھی بنانا...(دو ٹوٹے ہوئے دانت دکھاتے ہوئے)''

سہیل: ''کا کی ایسے مت ہنسیے، آپ کو ٹھنڈ لگ جائے گی۔''

کوئل کا کی: ''ہیں مگر کیوں؟''

سہیل: ''آپ کے منہ میں کھڑکی ٹوٹی ہوئی جو ہے۔''

فرید کی بہن: ''سہیل، حد ہوتی ہے بدتمیزی کی۔'' (ڈانٹتے ہوئے)

سہیل: ''امی حد تو آپ لوگ کر رہے ہو، کتنی دیر ہو گئی ہے ہم معصوم بچوں کو بھوکا رکھا ہوا ہے، شادی ماموں کی ہے اور فاقے ہمیں کروائے جا رہے ہیں۔''

انم: ''تم سے صبر نہیں ہوتا ہے، دولہے والے ہو کر بھی اس طرح کی حرکتیں کر رہے ہو۔''

سہیل: ''تم پھر بولی، کرن مامی اس کے منہ پر تالا کیوں نہیں لگوا لیتی۔''

انم: ''یہاں پر سب جانتے ہیں کہ تالا کہاں لگانا ضروری ہے۔''

سہیل: ''اف اوہ، میں دیکھ کر آتا ہوں ماموں تیار ہوئے کہ نہیں....''

(سین 12)

(فرید کا کمرا.... سہیل کو دیکھ کر)

فرید خان: (جھنجھلا کر) ''اب کتنی دیر اور بیٹھنا پڑے گا؟''

سہیل: ''جیسے میں یہ اپنے لئے کر رہا ہوں، میں تو وہ ہی کروا رہا ہوں جو یہاں کی رِیت ہے اور اگر ایسی ویسی بات ہوتی تو کوئی اور فرد بلانے نہیں آ گیا ہوتا۔''

فرید خان: (اطمینان لیتے ہوئے)''تو کتنی دیر اور انتظار کروں۔''

سہیل: ''اب کی بار اگر کوئی اور آپ کو بلانے آئے تو اس کے ساتھ چلے آیئے گا ٹھیک ہے۔''

فرید خان: (منہ پھلاتے ہوئے بیڈ پر بیٹھتا ہے)''جاؤ دفا ہو جاؤ۔''

(سین 13)

(اس بار سب بے حد امید سے دیکھتے ہیں)

سہیل: ''ایسے مت دیکھئے، ابھی اور ٹائم لگے گا۔''

فرید کا بھائی: ''میں دیکھ کر آتا ہوں، آج تو فرید نے حد ہی کر دی۔''(بڑبڑاتے ہوئے)

سہیل: ''بڑے ماموں اب کی بار انھیں کان پکڑ کر لائیے گا، بہت ہو گیا...''(خود دلہن کے پاس بھولا بنے بیٹھ جاتا ہے)

کرن: (مسکراتے ہوئے)''تم یہاں کیوں آئے۔''

سہیل: ''مجھے آپ کے ساتھ مووی بنوانی ہے اس لئے، وسیم کیا تم کا کی کی مووی بنائے جا رہے ہو، یہاں ہنڈسم لوگ بھی بیٹھے ہیں۔''

انم: (ہنس کر)''ہنڈسم....''

سہیل: ''وسیم خیال رکھنا اس میں صرف میری اور مامی کی مووی آنی چاہیے کوئی نک چڑی نہ آئے۔''(انم کو دیکھ کر جواب دیتے ہوئے، انم بھنویں اوپر چڑھاتی ہے)

(سین 14)

(فرید کے روم میں....فرید بیڈ پر بیٹھا کتاب پڑھ رہا ہے....فرید کے بھیا فوراً غصہ میں اندر آتے ہیں)

فرید کا بھائی: ''فرید جلدی تیار...لو دیکھو وہاں ڈرائینگ روم میں سب ایک گھنٹے سے تمھارا انتظار کر رہے ہیں اور جناب اس وقت کتاب پڑھ رہے ہیں۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

فرید خان: ''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، میں تو کب سے آنے کے لئے تیار بیٹھا ہوں، آپ لوگوں نے ہی تو سہیل کو کہلوا بھیجا تھا کہ میں ابھی وہاں نا آؤں۔''

فرید کا بھائی: ''کیا بکواس ہے، ہم نے سہیل کو تمھیں بلوانے کے لئے بھیجا تھا، (دانت پیستے ہوئے) لگتا ہے یہ اسی کی شرارت ہے۔''

فرید خان: (حواس کھوتے ہوئے ڈرائینگ روم کی طرف آتا ہے) ''کہا ہے سہیل کا بچہ، (دلہن کو دیکھ کر غصہ پر قابو پاتے ہوئے) آئی ایم سوری....''

دلہن کی ماں: ''آؤ داماد جی، بہت انتظار کروایا آپ نے، آیئے دلہن کے قریب بیٹھئے۔'' (دلہن کے قریب رکھی کرسی پر بیٹھتا ہے)

فرید خان: (سہیل کی طرف غصے میں دیکھ کر دل ہی دل میں) ''زہریلے ناگ، شادی ہو لینے دے پھر دیکھ میں تمھارا کیا حشر کرتا ہوں۔''

سہیل: (ماموں پر طنز مارتے ہوئے) ''سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے، دیکھنا ہے زور کتنا بازوء قاتل میں ہے۔''

کوئل کا کی: ''یہ کیا بے موقع شعر کہہ جا رہا ہے (گال کھینچتے ہوئے) موقعے کا تو لحاظ کر۔''

فرید کی امی: ''چلو بھئی تقریب کا آغاز کرو، بہو ذرا دلہن کی بری تو لے آؤ۔''

فرید کی بھابھی: ''جی امی...''

راحیل: ''دادی یہ بری کیا ہوتی ہے۔''

فرید کی امی: ''بری دلہن کے لئے تحفہ ہے جس میں دلہن کے لئے نکاح کا جوڑا، زیورات، سینڈل اور دوسری ضروری چیزیں شامل ہوتی ہے۔''

(بری دکھائی جاتی ہے، پھر کھانا سرو کیا جاتا ہے، خواتین الگ اور مرد حضرات الگ کمرے میں کھانا کھاتے ہیں۔ پھر

سب اکھٹے بیٹھتے ہیں اور دولہا دلہن کو میٹھے سرو کیے جاتے ہیں۔ ہر شخص اپنی مرضی کی مٹھائی اٹھا کر دولہا دلہن کو کھلاتے ہیں۔ سہیل کہاں پیچھے رہنے والا ہے، وہ بھی مٹھائی کھلانے کے لئے دولہا دلہن کے قریب آ کر پوچھتا ہے)

سہیل: ''میری ہونے والی مامی بولیئے، آپ کیا کھانا پسند کریں گی۔''

کرن: ''جو تمھیں پسند ہو۔''

سہیل: ''جو مجھے پسند ہو....اچھا ویسے مجھے دو چیزیں پسند ہیں جو یہاں موجود ہیں، ایک آپ چکھیں اور دوسری ماموں چکھ لیں گے ٹھیک۔''

کرن: (ہنستے ہوئے) ''ٹھیک ہے۔''

سہیل: ''پہلی چیز ہے یہ رس گلہ، یہ لیجئے (اپنے ہاتھ سے دلہن کے منہ میں ڈالتے ہوئے) اور اب باری ہے ماموں کی۔''

فرید خان: (مصنوعی مسکراہٹ سے) ''بیٹا سہیل، میں نے بہت کھا لیا ہے اور ممکن نہیں ہے۔''

سہیل: ''آج تو آپ نہ کہہ ہی نہیں سکتے، ویسے میری دوسری پسند یہ گاجر کا حلوا ہے، جو آپ کو بالکل پسند نہیں ہے لیکن ایک چمچہ تو چکھنا ہی پڑے گا، مامی کا اصرار ہے۔''

کرن: ''نہیں سہیل، اگر فرید کو پسند نہیں تو کوئی دوسری مٹھائی ٹیسٹ کرا دو۔''

سہیل: ''دیکھ لیا ماموں، ابھی شادی ہوئی نہیں اور ابھی سے بچاری مامی کے ساتھ ایسا سلوک۔ ان کی ایک ہی تو خواہش ہے کہ میری پسند آپ چکھیں اور...''

فرید خان: ''ٹھیک ہے لیکن صرف تھوڑا سا۔''

سہیل: (پورا چمچہ بھر) ''شاباش، یہ لیجئے۔''

فرید خان: ''اتنا سارا..آ..آ....(چباتے ہوئے) یہ ساری باتیں یاد رکھنا.....یہ تو اچھا لگتا ہے، ویسے تمھاری پسند تو بہت اچھی ہے، اب ذرا تم بھی تو کچھ کھاؤ۔''

(سب مسکراتے ہوئے ان تینوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں)

فرید کی بہن: ''بھائی فرید، یہ گاجر کا حلوا نہیں کھاتا۔'' (ہنستے ہوئے)

فرید خان: ''نہیں بہن اسے پسند ہے اور یہ سارا پیالہ صاف کرے گا، چلو شاباش منہ کھولو۔'' (سہیل کو اپنے ہاتھوں سے کھلاتا ہے)

سہیل: (منہ بگاڑتے ہوئے) ''یہ مجھے پسند نہیں۔''

فرید خان: (ایک اور چمچہ زبردستی منہ میں ڈالتے ہوئے) ''اب تو اچھا لگے گا۔''

(سہیل اپنے آپ کو چھڑا کر کمرے سے باہر چلا جاتا ہے)

کرن: ''فرید ویسے تم بھی کچھ کم نہیں ہو۔'' (مسکراتے ہوئے)

فرید خان: (مسکرانے لگتا ہے) ''تم بہت خوش قسمت ہو جو یہ تمھارے ساتھ اتنا اچھا رویہ رکھتا ہے ورنہ ہماری تو زندگی اف مت پوچھو... آہ...''

(سین 15)

(نکاح کا دن..... دوپہر کے بارہ بجنے والے ہیں، سب گھر والے دولہے کے اردگرد کھڑے دولہے کا سہرا بندھتے دیکھ رہے ہیں، سہرا سہیل کے ابو باندھ رہے ہیں)

سہیل کے ابو: (گانا گاتے ہوئے) ''او میرا یار بنا ہے دولہا، اور پھول کھلیں ہیں دل میں، میری بھی شادی ہو جائے، او دعا کرو سب مل کے....''

کوئل کا کی: ''اے میاں تم تو پہلے ہی شادی شدہ ہو۔'' (تھوڑی پکڑ کر)

سہیل کے ابو: ''اچھا...'' (بھولے پن سے)

کوئل کا کی: : ''یہ نکما سہیل جو ہے ثبوت...''

سہیل: ''ارے کا کی کتنی جھوٹی ہو آپ، قسم لے لو جو میں نے میرے ابو کی شادی دیکھی ہو۔''

کوئل کا کی: ''لوسنو، یہی کسر باقی رہ گئی تھی، جاؤ اندر سے مٹھائی کا ڈبہ لے کر آ....''

سہیل: ''خود ہی لے آؤ، ابو ابو، ماموں کو سہرا باندھ کر میرا بھی باندھ دینا۔''

فرید خان: ''کیوں، تیری بھی بارات جانے والی ہے۔''

سہیل: ''میری کیوں جائے گی، یہ بے وقوفی تو آپ جیسے لوگ کرتے ہیں، میں تو آپ کی بارات کے ساتھ جاؤنگا۔''

فرید خان: ''تو الو سہرا تو دولہے ہی کو باندھا جاتا ہے۔''

سہیل: ''پتا ہے، میں تو اس لئے کہہ رہا تھا کہ دلہن والوں کے ہاں اگر آپ کو وہاں جانا پڑا تو، کوئی تو ہوناں جو آپ کی جگہ بیٹھ سکے۔''

فرید خان: ''مجھے کہاں جانا پڑے گا؟''

سہیل: ''واش روم اور کہاں، لوگوں کو پتا نا چلے کہ دولہے کو باتھ روم لگا ہے اس لئے میں آپ کی جگہ بیٹھ جاؤنگا۔'' (سب ہنسے لگتے ہیں)

فرید خان: (مکّا دکھاتے ہوئے) ''ایک پڑی ناں تو دولہا بننا تو دور دولہے کو دیکھنا بھول جاؤ گے۔''

سہیل: ''ٹھیک ہے نا تو نا سہی، میں تو آپ کی عزت کا خیال رکھتے ہوئے مشورہ دے رہا تھا۔''

فرید خان: ''ایسے مشورے اپنی شادی میں آزمانا...''

(بارات دلہن کے گھر جانے لگتی ہے)

(سین 16)

(دلہن کے گھر نکاح کی رسم ہوتی ہے)

قاضی: (دولہے کا نکاح کراتے ہوئے) ''کیا نکاح قبول ہے؟''

فرید خان: ''قبول ہے۔''

قاضی: ''قبول ہے؟''

فرید خان: ''قبول ہے۔''

قاضی: ''کیا تمھیں واقعی قبول ہے؟''

فرید خان: ''ہاں بابا قبول ہے۔''

سہیل: ''ماموں قبول کر کے احسان کر رہے ہو کیا، ہاں قبول ہے، ایسے بولتے ہیں اف یہ آج کل کے ماموں۔''

قاضی: ''مبارک ہو بھئی سب کو....''

(سب دولہے کو مبارک باد دیتے ہیں)

سہیل: ''ماموں ابھی اتنا خوش مت ہوں کیوں کہ دلہن کی ہاں ابھی باقی ہے۔'' (آہستہ بولتے ہوئے)

فرید خان: ''دلہن کی تو تم فکر نا کرو کیونکہ وہ پہلے ہی ہاں کہہ چکی ہے۔''

سہیل: (چونک کر) ''تو کیا وہ پہلے ہی شادی کر چکی ہیں۔''

فرید خان: ''نہیں بے وقوف وہ مجھے ہاں کہہ چکی ہے۔''

سہیل: (چھیڑتے ہوئے) ''ماموں آپ تو بڑے وہ نکلے.... خیر پہلی بار آپ کو گلے لگا کر مبارک باد دینا چاہتا ہوں (گلے ملتا ہے) مبارک ہو ماموں....''

فرید خان: (مسکرا کر) ''شکریہ....''

(دلہن بھی نکاح قبول کرتی ہے پھر کھانا شروع ہوتا ہے، سہیل کھانے کے دوران دلہن کے گھر سے نکل کر فرید کے گھر میں داخل ہی ہوتا ہے کہ ایک اجنبی شخص ہاتھ میں تحفہ لئے گھر کی طرف آ کر سہیل کو آواز دیتا ہے)

سہیل: ''جی۔''

آدمی: ''یہ تحفہ فرید کے لئے ہے، صاحب نے بھیجا ہے۔''

سہیل: ''کون صاحب؟''

آدمی: ''فرید جانتا ہے، اب میں چلتا ہوں۔''

(سہیل تحفہ لے کر گھر میں داخل ہوتا ہے کہ اسے تحفہ سے ٹک ٹک کی آواز سنائی دیتی ہے)

سہیل: ''یہ ٹک ٹک کی آواز کیسی ہے (گھبرا کر) کہیں یہ بم تو نہیں لیکن ایسا ضروری نہیں ہے....مگر ہو بھی سکتا ہے وہ اجنبی آدمی کون تھا اور کس صاحب کی بات کر رہا تھا....اب میں کیا کروں.... یاد آیا ٹی وی پر بتایا تھا کہ اگر کوئی مشکوک چیز نظر آئے تو پولیس کو اطلاع دیں، میں کس کو بتاؤں، کہیں بتانے کے چکر میں پھٹ گیا تو....مجھے فوراً اقریبی پولیس اسٹیشن جانا چاہیے۔''

(پولیس اسٹیشن کی طرف بھاگتا ہے، کوئل کاکی اسے یوں بھاگتا ہوا دیکھ کر پیچھا کرتی ہے۔)

(پولیس اسٹیشن میں)

پولیس نمبر۱: ''سر یہ لڑکا کچھ بتانا چاہتا ہے۔''

پولیس نمبر۲: ''اوئے کیا ہے اور اس پیکٹ میں کیا ہے؟'' (مونچھوں کو طاؤ دیتے ہوئے)

سہیل: ''سر، یہ تحفہ میرے ماموں کی شادی پر کوئی اجنبی شخص دے گیا ہے اور اس میں سے ٹک ٹک کی آوازیں آرہی ہیں۔''

پولیس نمبر۲: ''تو؟'' (نظر انداز کرتے ہوئے)

سہیل: ''سر مجھے شک ہے کہ کہیں اس میں بم تو نہیں۔''

پولیس نمبر۲: ''ہاہا....اوئے چھوٹے اسے باہر کا راستہ دکھا، فضول میں میرا وقت برباد کر رہا ہے یہ۔''

پولیس نمبر۱: ''اوئے چل باہر'' (ہاتھ کھینچتے ہوئے)

سہیل: (ہاتھ چھڑا کر) ''چھوڑو مجھے، سر آپ اسمیں سے آوازیں آرہی ہیں وہ سنیں، ایسا لگ رہا ہے جیسے کوئی ٹائم بم ہو۔''

پولیس نمبر۲: (مذاق اڑاتے ہوئے) ''اچھا، چل اسے کھول کر دیکھتے ہیں، چلو اسے کھولو۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سہیل: ''سر یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، کھولنے سے پھٹ گیا تو....''

پولیس نمبر۲: (ڈانٹ کر) ''کھول...''

(سہیل ڈرتے ہوئے پیکٹ پر سے لال چمکیلی پنی اتارتا ہے اور ڈبہ کھولتا ہے تو ٹیبل کلاک ملتی ہے، یہ دیکھ کر دونوں پولیس والے قہقہہ لگانا شروع کر دیتے ہیں)

پولیس نمبر۲: ''ہاہا...ارے یہ تو واقعی گھڑی نکلی ٹک ٹک ٹک ہاہا....اور وہ بھی استعمال شدہ۔''

(سہیل غصے میں پولیس اسٹیشن سے بھاگ جاتا ہے...راستے میں اسے ایک جگہ کچرا جمع دکھائی دیتا ہے اسے دیکھ کر وہ سوچتا ہے کہ)

سہیل: ''اب اگر میں یہ کھلا ہوا تحفہ لے کر گھر گیا تو ماموں پتا نہیں کیا سوچیں گے، کیا پتا اس پرانی ٹیبل کلاک کو دیکھ کر یہ سمجھیں کہ میں نے کچھ ادل بدل کیا ہے، اسے پھینک دوں تو انھیں پتا ہی نہیں چلے گا کہ آیا ان کے لئے کوئی تحفہ آیا تھا کہ نہیں۔''

(سہیل ۱۰ فٹ کی دوری پر پڑے کچرے کے ڈھیر کی طرف کلاک پھینکتا ہے، گھڑی جیسے ہی کچرے پر گرتی ہے بم بلاسٹ ہو جاتا ہے اس کی رینج سے سہیل بھی دور اچھل گرتا ہے جس سے اس کا جسم زخمی ہو جاتا ہے اور بے ہوش بھی...کوئل کاکی جو کہ سہیل کا پیچھا کر رہی تھیں بلاسٹ ہوتے ہی خوف زدہ ہو کر سہیل کی طرف بھاگتی ہیں... پورے علاقے میں ہل چل مچ جاتی ہے، سہیل کو فوراً اسپتال لے جایا جاتا ہے.....ہسپتال پہنچ کر کوئل کاکی گھر والوں کو بلاسٹ کی خبر دیتی ہیں)

(سین 17)

(فون بجتا ہے)

فرید کی بھابھی: ''ہیلو...کوئل کاکی کہاں ہیں آپ، دلہن کی رخصتی بھی ہو گئی ہے مگر آپ نا جانے بنا بتائے کہاں چلی گئیں ہیں...کیا ہوا آپ رو کیوں رہی ہیں (پریشان ہو کر)....آپ روئے کیوں جا رہی ہیں کچھ بتائیے

بھی.....(یک دم سانس رک جاتی ہے) کیا؟''

(بھابھی کی آنکھوں میں اشک دیکھ کر سب پریشان ہو جاتے ہیں)

فرید کی بھابھی: ''یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ، کونسے ہسپتال میں (روتے ہوئے) اچھا ہم ابھی پہنچتے ہیں۔''

فرید خان: ''کیا ہوا بھابھی؟'' (غمگین لہجے میں)

فرید کی بھابھی: (روتے ہوئے) ''سہیل اسپتال میں ہے....وہ، وہ بم بلاسٹ میں زخمی ہو گیا ہے۔''

(دمکتے چہرے اداسی میں بدل جاتے ہیں، سہیل کی امی اپنے حواس کھو دیتیں ہیں)

فرید خان: (آنکھیں نم ہو جاتیں ہیں) ''کونسے اسپتال میں ہے وہ؟''

(فرید خان فوراً گلے سے ہار نکال پھینکتا ہے اور کمرے سے اپنی بائیک کی چابی لاتا ہے)

فرید خان: ''میں ہسپتال جا رہا ہوں آپ لوگ بعد میں آ جائیے گا۔''

سہیل کے ابو: ''میں بھی تمھارے ساتھ چلتا ہوں۔''

(دونوں بائیک پر بیٹھ کر اسپتال روانہ ہوتے ہیں....گھر میں ماتم کا سا ماحول طاری ہو جاتا ہے)

(سین 18)

(فرید اور سہیل کے ابو ہسپتال پہنچتے ہیں، Receptionist سے سہیل کے بارے میں پوچھ کر ICU کی طرف جاتے ہیں۔ کوئل کا کی روہانسے لہجے میں آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرتیں ہیں.....ڈاکٹر ICU سے باہر آتے ہی فرید اور سہیل کے ابو سہیل کی حالت دریافت کرتے ہیں)

سہیل کے ابو: ''ڈاکٹر صاحب، سہیل کیسا ہے؟''

ڈاکٹر: ''ڈونٹ وری اسے زیادہ چوٹیں نہیں آئی ہیں وہ ٹھیک ہے، کچھ دیر میں اسے ہوش آ جائے گا آپ اس سے مل لیجئے گا۔''

(سین 19)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

(ہسپتال کے ایک وارڈ سے جہاں سہیل کو رکھا گیا ہے پولیس باہر آتی ہے اور پھر فرید کے علاوہ سب سہیل سے ملنے اندر جاتے ہیں..... پولیس انسپکٹر فرید خان کو سارے واقعے کی صورت حال بتاتا ہے اور بہت جلد مجرموں تک پہنچنے کی ضمانت دیتا ہے)

(سین 20)

(وارڈ میں..... سب سہیل کے اردگرد جمع ہیں.... سہیل کے سر اور ہاتھوں پر پٹیاں بندھی ہیں لیکن سب سے ہنسی مذاق کر رہا ہے، کوئل کاکی کو دیکھ کر پوچھتا ہے)

سہیل: ''کوئل کاکی، کیا آپ ہی مجھے یہاں لائیں تھیں؟'' (پیار سے)

کوئل کاکی: ''ہاں بدھو، دیکھ تیری حرکتیں تجھے کہاں لے آئیں۔'' (ڈانٹنے کے انداز میں)

سہیل: ''پر آپ وہاں کیا کر رہی تھیں، میری جاسوسی کر رہی تھیں۔'' (برا مناتے ہوئے)

کوئل کاکی: ''میں سمجھی کہ شاید تم کسی شرارت کے موڈ میں ہو اس لئے تمھارا پیچھا کیا ورنہ کیا میں پاگل تھی جو ان سب کو چھوڑ کر تمھارے پیچھے لپکتی۔''

سہیل کی امی: (سہیل کے بال سنوارتے ہوئے) ''ہاں سہیل، کاکی نے تو ابھی تک کھانا بھی نہیں کھایا۔''

سہیل: ''کاکی آپ کو میرا اتنا خیال ہے اس کے لئے شکریہ۔'' (مسکراتے ہوئے)

(ڈاکٹر اندر آتا ہے)

ڈاکٹر: ''آپ لوگوں نے اتنی بھیڑ کیوں لگا رکھی ہے چلئے باہر مریض کو آرام کرنے دیں۔''

سہیل کے ابو: ''اچھا بیٹا تم آرام کرو، ابھی ہم چلتے ہیں۔''

سہیل: ''فرید ماموں کہاں ہیں، کیا وہ نہیں آئے؟''

سہیل کے ابو: (خوشگوار لہجے میں) ''جتنا پریشان میں نے انھیں دیکھا ہے اسکا اندازہ لگانا مشکل ہے، ابھی وہ باہر کھڑے پولیس انسپکٹر سے بات کر رہے ہیں.... میں ان سب کو گھر چھوڑ کر واپس آتا ہوں، تم آرام کرو۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سہیل: ''ٹھیک ہے۔''

(سب کے چلے جانے کے بعد فرید سہیل سے ملنے آتا ہے.... سہیل آنکھیں بند کئے ہوئے لیٹا ہوا ہے، فرید سہیل کے بیڈ کے قریب آتا ہے تو اس کی آنکھیں کھل جاتی ہیں)

فرید کا خان: ''دیکھ لیا اپنی شرارتوں کا انجام، تم نے مجھے ستایا تھا نا اس لئے تمھیں اسطرح سزا ملی۔'' (مصنوعی غصہ دکھاتے ہوئے)

سہیل: ''عجیب بات ہے آج آپ کی زبان آپ کے چہرے کا ساتھ نہیں دے پا رہی ماموں، آپ ڈانٹنے کی ناکام کوشش مت کیجئے۔''

فرید خان: ''تم نے وہ تحفہ کھولا ہی کیوں اگر تمھارے ہاتھ میں پھٹ گیا ہوتا تو...''

سہیل: ''میں کہاں کھول رہا تھا وہ تو پولیس والے نے فورس کیا تھا۔''

فرید خان: ''خیر ان پولیس والوں کے خلاف ایکشن تو لیا جائے گا مگر مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ تم چاہے کتنے ہی شرارتی کیوں نہ ہو تھوڑی سی سمجھ تو تمھارے پاس ہے۔ پر یہ مت سمجھنا کہ تم نے میری شادی کے دوران جو شرارتیں کی ہیں وہ میں بھول جاؤں گا۔''

سہیل: ''اور آپ بھی یہ مت سوچئے گا کہ میں سدھر جاؤں گا میں اب بھی وہی سہیل ہوں۔''

فرید خان: ''پتا ہے انسان اپنی عادت بدل سکتا ہے فطرت نہیں۔''

سہیل: ''چاہے کچھ بھی بولو میں نے اپنا کہا سچ کر دکھایا ہے۔''

فرید خان: ''وہ کیا؟''

سہیل: ''آپ کی شادی کو یادگار بنانے کا سچ، میں نے جو آپ کے ساتھ شرارتیں کی ہیں وہ آپ کو مرتے دم تک یاد رہیں گی۔''

فرید خان: ''تمھارے ساتھ گزارہوا ہر ایک پل بھیانک خواب کی طرح میرے ذہن میں نقش ہو جاتا ہے جسے میں

چاہ کر بھی نہیں مٹا سکتا۔''

سہیل: ''تو اچھا ہی ہے نا، آپ اپنے بڑھاپے میں اپنے پوتے پوتیوں کو میری شرارتیں سنا کر کچھ سکھا تو سکیں گے۔''

فرید خان: ''چلو اب بہت ہوگیا اب تم آرام کرو، میں یہیں اسپتال میں ہی ہوں....'' (بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے)

سہیل: ''پہلے یہ تو بتائیں وہ تحفہ بھیجا کس نے تھا؟''

فرید خان: ''تمھیں یاد ہے تم نے ٹی وی اسٹیشن میں ایک ویڈیو کیسٹ لگایا تھا، ارے وہی جس میں دہشت گردوں کے خلاف ثبوت تھا۔''

سہیل: ''ہاں''

فرید خان: ''یہ اسی کوشش کا نتیجہ ہے، یہ لوگ خاموش کیسے بیٹھتے انھوں نے بھی مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کی مگر اللہ جس کے ساتھ ہو اسے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔''

سہیل: ''ہوں....'' (گردن ہلاتے ہوئے)

فرید خان: ''اب آنکھیں بند کرو اور سو جاؤ۔''

سہیل: ''اچھا بابا اچھا...''

(فرید خان مسکرا کر وارڈ سے باہر چلا جاتا ہے)

☆☆☆

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ایک اور ہو جائے

کردار:

وقار: فرسٹ ائر کا طالب علم

ستار: وقار کا جڑواں بھائی، ہم کلاس، باہمت لڑکا

جمشید: ستار کا دوست اور ہم کلاس

یعقوب: فرسٹ ائر کا طالب علم

پروفیسر گلفام: وقار اور ستار کے انکل

سر اشتیاق: کلاس ٹیچر

اور دوسرے

(پہلا سین)

(ٹیچر فرسٹ ائر کے کلاس روم میں داخل ہوتے ہیں اور حاضری کے بعد اس سال ہونے والے مقابلوں کی تفصیلات لڑکوں کو بتاتے ہیں)

ٹیچر: (طالب علموں سے مخاطب ہو کر) ''بچوں، آپ سب کیلئے ایک خوشخبری ہے کہ کالج میں ہر سال کی طرح اس سال بھی کھیلوں کے مقابلے منعقد کیے جائیں گے۔ جس میں فرسٹ ائر اور سیکنڈ ائر کے طالب علم حصہ لے سکیں گے، لیکن یاد رکھنا مقابلے کا مقصد جیت یا ہار نہیں ہے بلکہ آپ لوگوں میں موجود صلاحیتوں کو غیر نصابی سرگرمیوں کے ذریعے اجاگر کرنا، ہمت پیدا کرنا، معلومات میں اضافہ کرنا اور پڑھائی کے ساتھ کچھ تفریح فراہم کرنا ہے، آپ سب میں سے جو کوئی بھی ان کھیلوں میں حصہ لینا چاہے وہ کل اسی وقت اپنا نام رجسٹر کرا سکتا ہے۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ستار: ''سر کیا میں ایک سوال پوچھ سکتا ہوں؟''

ٹیچر: ''ہاں، کیوں نہیں۔''

ستار: ''سر! مقابلوں میں کیا کیا شامل کیا گیا ہے؟''

ٹیچر: ''انٹر اور فرسٹ ائر کلاسز کے مابین کرکٹ کے میچ، تقاریر اور ڈراموں کے پروگرام شامل ہیں.....میں چاہوں گا کہ اس بار وہ طالب علم بھی مقابلوں میں حصہ لیں جنھوں نے اس سے پہلے کسی قسم کی نصابی سرگرمی میں حصہ نہیں لیا۔ میں وعدہ کرتا ہوں انھیں اپنے ٹیلنٹ کے مظاہرے کا پورا موقع دیا جائے گا۔'' (بیل بجتی ہے)

ٹیچر: ''چلو بھئی میرا پیریڈ ختم ہوا.....جس کسی کو بھی اور کچھ معلوم کرنا ہو وہ مجھ سے اسٹاف روم میں مل سکتا ہے۔'' (چلے جاتے ہیں)

(تمام لڑکے مقابلے کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں کہ کون کس مقابلے میں حصہ لے گا.....ستار اپنے بھائی وقار سے پوچھتا ہے)

ستار: ''وقار، تم بتاؤ تم کس پروگرام میں حصہ لو گے، میں کرکٹ کھیلوں گا.....اور ہاں اس بار تمھیں بھی حصہ لینا ہوگا۔''

وقار: ''میں....'' (طنزیہ ہنسی ہنستے ہوئے) ''میں کچھ نہیں کر سکتا، یہ سب کچھ میرے بس کا ہے ہی نہیں، سب بہت اچھا ٹیلنٹ رکھتے ہیں میرے پاس کوئی ٹیلنٹ نہیں ہے۔''

ستار: ''یہ کیا بات ہوئی، سب میں ٹیلنٹ موجود ہے....ارے ان میں ٹیلنٹ پیدائشی تھوڑی ہے۔ انھوں نے کوشش کی تبھی تو وہ سب کے سامنے اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر پاتے ہیں۔ تم بھی کوشش کرو، اپنے اندر ہمت پیدا کرو، سب خود بخود تھوڑی ہوتا ہے۔'' (ڈانٹنے کے انداز میں)

(وقار خاموش بیٹھا اپنی کاپی پر سائن کیے جاتا ہے اور ستار کی باتوں کو نظر انداز بھی)

ستار: ''اس کا مطلب ہے کہ تم حصہ نہیں لو گے۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

وقار: ''نہیں'' (نہ میں گردن ہلاتے ہوئے)

(اسی دوران جمشید اپنی سیٹ سے اٹھ کر ستار کے پاس آ کر اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے)

جمشید: ''یار مزہ آ گیا ٹیچر کی بات سن کر، میں کرکٹ میں حصہ لے رہا ہوں اور تم ستار؟''

ستار: ''کرکٹ میرا پسندیدہ کھیل ہے، میں کیسے حصہ نہیں لوں گا.....اب تک تو صرف دوستوں کے ساتھ کرکٹ کھیلا کرتا تھا لیکن اب تو باقاعدہ مخالف ٹیم کے ساتھ مقابلہ ہوگا، دیکھنا جیت ہماری ہوگی.....'' (مسکرا کر دونوں ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہیں)

جمشید: ''وقار بھی کرکٹ میں حصہ لے رہا ہے یا کچھ اور....'' (طنزیہ ہنسی ہنستے ہوئے)

ستار: ''وقار...اسے تو تم بھول ہی جاؤ، یہ مقابلوں میں حصہ نہیں لیتا۔''

جمشید: ''کیوں کیا ہوا؟''

ستار: ''یار یہی تو مسئلہ ہے، ہماری طرح زندگی کی دلچسپیوں اور سرگرمیوں میں حصہ لینے کے لئے اس کو اکسانے پر بھی کوئی اثر نہیں ہوتا۔''

جمشید: ''کیوں بھئی وقار، کرکٹ تو ہمارا پسندیدہ کھیل ہے اور عام زندگی میں بھی تم کھیلتے رہتے ہو تو مقابلے کے کھیل سے کیوں گھبراتے ہو؟''

(ٹیچر کلاس روم میں داخل ہوتے ہیں.....جمشید جواب جانے بنا ہی اپنی سیٹ پر جا بیٹھتا ہے)

(دوسرا سین)

(تمام لڑکے کلاس روم میں موجود ہیں آج وہ لڑکے بھی آئے ہیں جو کالج میں کبھی کبھی اپنا چہرا دکھاتے تھے....استاد صاحب ہاتھ میں رجسٹر تھامے کلاس روم میں داخل ہوتے ہیں۔ کلاس میں زیادہ طالب علموں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں)

ٹیچر: ''واہ بھئی، کل مقابلے کے بارے میں بتایا تو آج پوری کلاس حاضر....اس میں اتنی دلچسپی، ارے کبھی پڑھائی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں بھی ایسی دلچسپی دکھایا کرو، مگر آپ لوگ تو پڑھائی کے نام سے ہی دور بھاگتے ہو، ذہنی کام تو آپ سب سے ہوتا ہی نہیں ہے۔''

ستار: ''سر، آپ یہ بتا رہے تھے کہ مقابلے کب سے شروع ہو رہے ہیں۔''

ٹیچر: ''ایک ہفتے بعد کرکٹ کا میچ ہوگا اور پھر اگلے دن پارٹی منعقد کی جائے گی جس میں تقریر اور ڈراموں کا مقابلہ ہوگا۔''

(ٹیچر لڑکوں کے نام رجسٹرڈ کرتے ہیں ان میں سے کچھ تقریر اور کچھ ڈراموں میں حصہ لینے کے لئے نام رجسٹر کرواتے ہیں لیکن زیادہ کرکٹ کے شوقین لڑکے، کرکٹ میچ کے مقابلے میں حصہ لینے کے لئے اپنا نام رجسٹرڈ کرواتے ہیں جن کی تعداد تیس (۳۰) کے قریب ہے)

ٹیچر: ''تقریر اور ڈرامے تک تو تعداد ٹھیک ہے مگر جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ صرف گیارہ لڑکے ہی کرکٹ میں حصہ لے سکتے ہیں اس لئے ہمارے کوچ یہ مسئلہ حل کر دیں گے۔ ان کا نام منظور صاحب ہے وہ آپ میں سے اچھا کھیلنے والے طالب علموں کا انتخاب کریں گے۔ وہ آپ سب کو ایک ایک اوور کھیلنے کا موقع دیں گے جو بہتر کارکردگی دکھائے گا وہی منتخب ہوگا۔''

(تیسرا سین)

(اگلے دن.... کالج کا کرکٹ گراؤنڈ.... کوچ تیس میں سے گیارہ کھلاڑیوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ جن میں ستار اور جمشید بھی شامل ہیں۔ جب کیپٹن چننے کی باری آتی ہے تو ستار اور یعقوب کے درمیان خوب بحث ہوتی ہے اس بار قرعہ اندازی کی گئی جس میں یعقوب نے ٹاس جیت لیا اور ٹیم کا کیپٹن چن لیا گیا)

(چوتھا سین)

(وقار اور ستار کے گھر کا منظر ہے.... وقار اپنے کمرے میں سوٹ کیس میں کپڑے رکھ رہا ہے اور اس کی امی اس کی مدد کر رہی ہیں۔ ستار بال اچھالتے ہوئے کمرے میں داخل ہو کر پوچھتا ہے)

ستار: ''یہ پیکنگ کیوں ہو رہی ہے....وقار تم کہیں جا رہے ہو کیا؟'' (ببل چباتے ہوئے)

امی: ''وقار نے تمھیں نہیں بتایا (وقار کی طرف دیکھتی ہے) وقار تمھارے انکل گلفام کے گھر جا رہا ہے۔''

ستار: ''تو؟''

امی: ''تو کیا؟''

ستار: ''تو کپڑے ساتھ کیوں لے جا رہا ہے۔ دس منٹ کے فاصلے پر ہی تو ان کا گھر ہے، کبھی بھی آ جا سکتا ہے۔''

امی: ''یہ تم وقار ہی سے پوچھو، مجھے کچن میں برتن دھونے ہیں، میں جا رہی ہوں۔'' (چلی جاتی ہیں)

ستار: ''او بھائی! یہ سب کیا ہے؟''

وقار: ''کالج میں مقابلوں کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اس دوران پڑھائی تو ہو گی نہیں، تو میں نے سوچا کہ انکل گلفام کیساتھ کسی اچھی جگہ گھوم کر آ جاتا ہوں، ویسے بھی تم سب پریکٹس میں مصروف ہو گے اور میں اکیلا بور ہو جاؤں گا۔''

ستار: ''تو کیا تم ہمارا کرکٹ میچ بھی نہیں دیکھو گے؟''

وقار: ''کیوں نہیں دیکھوں گا، بھلا اس میچ کو میں کیسے نظر انداز کر سکتا ہوں، جس میں میرا بھائی کھیل رہا ہو۔''

ستار: ''تم بھی حصہ لے لو نا وقار، سچ بڑا مزا آئے گا۔'' (گزارش کرتے ہوئے)

وقار: ''سب لوگوں کے سامنے کھیلنے کے لئے ہمت چاہیے ہوتی ہے اور وہ میرے پاس نہیں ہے۔''

ستار: (اداس منہ بناتے ہوئے) ''اچھا میچ دیکھنے ضرور آنا بلکہ ایک دن پہلے ہی آ جانا۔''

(وقار گردن ہلا کر حامی بھرتا ہے)

(پانچواں سین)

(پروفیسر گلفام اپنے گھر کے لان میں بیٹھے چائے پی رہے ہیں...وقار وہاں آتا ہے)

وقار: ''السلام علیکم پروفیسر صاحب'' (سوٹ کیس رکھتے ہوئے)

پروفیسر گلفام: ''وعلیکم السلام مائی ڈیئر وقار، اپنے انکل کو انکل کی بجائے پروفیسر صاحب کہہ کر مخاطب کر رہے ہو، کیا

بات ہے؟'' (مسکراتے ہوئے گلے ملتے ہیں)

وقار: ''آپ میرے دوستوں میں سے ہیں....انکل کہنا کچھ جچتا نہیں۔'' (سینڈوچ اٹھاتے ہوئے)

پروفیسر گلفام: ''چلو یوں ہی سہی....کیا ستار ہمارے ساتھ نہیں جا رہا ہے، وہ نظر نہیں آ رہا؟''

وقار: ''نہیں وہ ہمارے ساتھ نہیں جا رہا ہے کیونکہ ہمارے کالج میں کرکٹ، تقریر اور ڈراموں کے مقابلے شروع ہونے والے ہیں، اس لئے ستار بھی کرکٹ مقابلے میں حصہ لے رہا ہے، وہ بہت اچھا اور باہمت کرکٹر ہے۔''

پروفیسر گلفام: ''اور تم؟''

وقار: ''میں بھی کرکٹ اچھا کھیلتا ہوں۔ میں جب بھی اپنے دوستوں کے ساتھ کرکٹ کھیلتا ہوں، بہت اچھے رنز اسکور کرتا ہوں۔''

پروفیسر گلفام: ''پھر تم نے حصہ کیوں نہیں لیا؟''

وقار: (مسکراتے ہوئے) ''چار پانچ افراد کے درمیان کھیلنے اور بہت سارے لوگوں کے درمیان کھیلنے میں بڑا فرق ہے پروفیسر صاحب...میں بہت سارے لوگوں کے درمیان نہیں کھیل سکتا، سب کی نظریں مجھ پر ہونگی، میں بہت کنفیوز ہو جاؤں گا پھر ٹھیک سے کھیل نہیں پاؤں گا....میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کلاس اتنا بڑا رسک لے۔''

پروفیسر گلفام: ''تم تقریر اور ڈرامے میں تو حصہ لے سکتے ہو۔''

وقار: ''یہ تو اور بھی مشکل ہے۔ اسٹیج پر سب کے سامنے....ایک مرتبہ کوشش کی تھی کلاس روم میں سب کے سامنے تقریر کرنے کی مگر سب کچھ بھول گیا....اسٹیج پر جاتے ہی میرے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے ہیں، جو کچھ بھی یاد ہوتا ہے سب کا سب ذہن سے نکل جاتا ہے، بچتی ہے تو صرف زبان پر کپکپاہٹ اور شرمندگی اور کچھ نہیں۔''

پروفیسر گلفام: ''اس لئے تم مقابلہ کرنے سے پہلے ہی ہتھیار ڈال دیتے ہو، ہار مان لیتے ہو۔''

(وقار منہ لٹکائے گارڈن کی گھاس کچلتا ہے..... پروفیسر صاحب یہ دیکھ کر کہتے ہیں)

پروفیسر صاحب: ''چلو ایئر پورٹ چلتے ہیں، فلائٹ کا ٹائم ہو گیا ہے۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

وقار: (اپنا سوٹ کیس اٹھاتا ہے) ''آپ کا سوٹ کیس کہاں ہے پروفیسر صاحب؟''

پروفیسر گلفام: ''میں نے پہلے ہی گاڑی میں رکھ دیا تھا.....چلو چلتے ہیں۔''

(چھٹا سین)

(کالج کا پلے گراؤنڈ لڑکوں کی پریکٹس کے لئے کھول دیا گیا ہے....فرسٹ ائر اور انٹر کلاس کے طالب علم جن کو کرکٹ کھیلنے کے لئے منتخب کیا گیا تھا، دن بھر کی پریکٹس کے بعد آرام کر رہے ہیں۔دونوں ٹیمیں آمنے سامنے بیٹھی گپیں ہانک رہی ہیں۔انٹر کلاس کا کپتان عمران اپنے ساتھی سلطان سے فرسٹ ائر کلاس کو چھیڑنے کے لئے کہتا ہے)

عمران: ''یار سلطان تمھیں یاد ہے، ہم نے پچھلی مرتبہ انٹر کلاس کے لڑکوں سے مقابلہ کیا تھا تو کتنی بری طرح انھیں شکست دی تھی، لیکن اب ہم جیسے سینئرز کا مقابلہ ان جونیئرز کے ساتھ ہے، یہ تو ہارے ہی ہارے۔'' (قہقہہ لگاتا ہے)

(جمشید کو غصہ آتا ہے، کھڑا ہو کر بولتا ہے)

جمشید: ''اوئے لمبو.....ذرا منہ سنبھال کر بات کرو، ہمیں للکارنے کی کوشش مت کرو، ورنہ یہ جو جیت کا پیمانہ تم نے اپنے ہاتھوں میں تھاما ہوا ہے نا، وہ چھوٹ جائے گا اور تم صرف دیکھتے رہ جاؤ گے۔''

یعقوب: (رعب ڈالتے ہوئے) ''جمشید ذرا تمیز سے بات کرو، وہ میرا بڑا بھائی ہے اور میں اس کے خلاف ایک لفظ نہیں سن سکتا۔''

جمشید: ''سننا پڑے گا، اگر نہیں سن سکتے تو ان کی ٹیم میں شامل ہو جاؤ، پھر خوب اپنے بڑے بھائی کی حمایت میں بولنا، لیکن تم ابھی ہماری ٹیم میں شامل ہو، اس لئے تمھیں ہمارا ساتھ دینا ہوگا اور تم ان کا ساتھ دے رہے ہو۔''

یعقوب: ''ہاں ساتھ دوں گا، بولو کیا کر لو گے (آستین اوپر چڑھاتے ہوئے) میں ٹیم کا کیپٹن ہوں اور جیسا تمھیں کہوں گا ویسا تمھیں کرنا پڑے گا۔''

جمشید: ''اچھا، اگر ایسا ہے تو کیپٹن بدلا جائے گا، کیوں بھائیو....''

(کیپٹن چینج کرو، کیپٹن چینج کرو، یعقوب کو ٹیم سے نکال دو....تمام لڑکے کھڑے ہو کر نعرہ بازی شروع کر دیتے ہیں)

(ساتواں سین)

(ایئر پورٹ کا منظر.... پروفیسر گلفام اور وقار ویٹنگ روم میں بیٹھے ہیں، فلائیٹ میں ایک گھنٹے کی تاخیر ہوگئی ہے)

وقار: ''اب ایک گھنٹہ اور انتظار کرنا پڑے گا۔''

پروفیسر گلفام: ''کوئی بات نہیں، وقت کٹتے دیر نہیں لگتی.... تم نے کبھی بتایا نہیں کہ تم کیا بننا چاہتے ہو، ایسا کرنا، تم ڈاکٹر بن جانا، بھئی پھر میں اپنے موٹاپے کا مفت علاج تم سے کروالوں گا۔'' (مسکراتے ہوئے)

وقار: ''پروفیسر صاحب آپ اپنے موٹاپے کو کم کرنے کے لئے اتنی کوششیں کرتے ہیں مگر ہمیشہ ناکام ہوجاتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ کو یہ کوششیں روک دینی چاہیے، کیا فائدہ ایسی کوشش کا جو ہمیشہ رائیگاں جائے۔''

پروفیسر گلفام: (مسکراتے ہوئے) ''مجھے کوشش کرنے میں کوئی پرابلم نہیں ہے، اس طرح میں ثابت قدم رہتا ہوں، ٹھیک ہے ابھی مجھے کوئی فائدہ نہیں ہو رہا مگر یاد رکھو، ناکامی ہمیشہ آپ کے ساتھ نہیں رہتی، ایک دن ایسا ضرور آتا ہے جب ہماری محنت انجام کو پہنچتی ہے اور کامیابی کے دروازے ہمارے لیے کھل جاتے ہیں انسان کو نا امید کبھی نہیں ہونا چاہیے اگر میں یہ سوچنے لگوں کہ ورزش کرنے یا دواؤں کے استعمال سے میرا وزن کم نہیں ہوسکتا مجھے کچھ نہیں کرنا چاہیے، میں موٹاپے کو کم نہیں کرسکتا تو یہ منفی رویہ خود میرے لئے خطرناک ہے۔''

وقار: ''کیا مطلب؟'' (سوچتے ہوئے)

پروفیسر گلفام: ''دیکھو بیٹا، انسان کے پاس دنیا میں اس کی سب سے بڑی طاقت ور چیز اسکا ذہن ہے جو کہ سپر کمپیوٹر سے بھی زیادہ تیز ہے لیکن انسان اپنے ذہن کا زیادہ فائدہ نہیں اٹھاتا۔ بہت سے لوگ اپنی ذاتی اور پیشہ ورانہ زندگی کو بہت مشکل سمجھتے ہیں.... کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ جیسے خود تم بھی کچھ کر نہیں کرسکتے کیونکہ تم پہلے ہی فیصلہ کر لیتے ہو کہ یہ تم نہیں کرسکتے۔ ہر وہ چیز یا بات جو تم کہتے ہو کہ تم سے نہیں ہوگا یا تم نہیں کرسکتے تو اس کی وجہ تمھارا منفی رویہ ہے۔ منفی سوچ نہ صرف تمھیں اس چیز سے دور رکھتی ہے جو تم چاہتے بلکہ تمھیں وہاں سے بھی دور رکھتی ہے جہاں تمھیں زندگی میں ہونا چاہیے۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

وقار: ''یہ منفی رویہ کیسے دور کیا جائے پروفیسر صاحب؟''

پروفیسر گلفام: ''اگر تمھیں کوئی اس منفی سوچ سے نکال سکتا ہے تو وہ تم خود ہو۔''

وقار: ''کیسے؟''

پروفیسر گلفام: ''تمھیں زیادہ کچھ نہیں بس ہر حالت میں اپنی سوچ کو مثبت رکھنا ہوگا۔ تم جو سوچتے ہو یا جو کچھ ہوگا۔ اگر کرکٹ کھیلنا، تقریر کرنا یا ڈرامے میں حصہ لینا چاہتے ہو تو تمھیں اپنا رویہ مثبت رکھنا ہوگا کہ ''یہ تم کر سکتے ہو'، 'تمھارا مثبت رویہ تمھیں ضرور کامیاب کرے گا..... چلو میں تمھیں کچھ پوائنٹس بتاتا ہوں جو تمھاری خودی کو ابھارنے میں تمھاری مدد کریں گے۔''

☆..... پہلا پوائنٹ: ''خطروں کو انجوائے کرو، یاد رکھو بغیر رسک لئے تم آگے نہیں بڑھ سکتے، ترقی نہیں کر سکتے، اگر تم کچھ نیا کرنے کی کوشش نہیں کرو گے تو اپنے بارے میں نئی باتیں کیسے جان پاؤ گے۔ زندگی کے کچھ پہلوؤں میں خطرے مول لینے والے بنو..... کلاسز لو، کچھ نیا سیکھنے سے تم میں نئی چیزیں دریافت کرنے کی صلاحیت پیدا ہوگی۔''

☆..... دوسرا پوائنٹ: ''اپنی زندگی کو خوشگوار بناؤ، یعنی اپنی زندگی کو آسان بناؤ، یہ مت سوچو کہ دوسرے تمھارے بارے میں کیا سوچتے ہیں بلکہ یہ سوچو کہ تم خود اپنے بارے میں کیا سوچتے ہو۔ جب تم اپنی زندگی اور ذہن کو خوشگوار بنانا سیکھ لو گے تو تم زندگی کی دوسری سرگرمیوں میں بھی سبقت لے جانا سیکھ لو گے۔''

☆..... تیسرا پوائنٹ: ''کامیابی کو تصور میں لاؤ، یعنی تصور کرو کہ تم نے اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے۔ ایسا کرنے سے تمھیں توانائی اور تحریک ملے گی اور یہی تصور تمھارے خواب کو حقیقت بنانے میں مدد دے گا۔''

☆..... چوتھا پوائنٹ: ''غلطی قبول کرنا ہے، ہار مت مانو، کبھی کبھار ہم سے غلطیاں ہوتی ہیں، ہم شرمندہ ہو جاتے ہیں یا لوگوں کے سامنے گھبراتے ہیں، تو کیا ہوا..... سب کے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔ کون ایسا انسان ہے جس کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا۔ اگر ہم کوئی کام شروع کرتے ہیں تو اس پر ثابت قدم رہنا ہی ہمت کا کام ہے۔''

☆..... پانچواں نقطہ: ''بھروسہ رکھنے کا ہے، روزویلٹ کے مطابق بنا تمھاری اجازت کے کوئی تمھیں کم تر نہیں کہہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سکتا، تمھیں خود اپنا فین یا دوست بننے کی ضرورت ہے..... ہر شخص کو اچھے ساتھی کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر تمھارا کوئی اچھا دوست یا ساتھی نہیں ہے تو تمھیں خود اپنا دوست بننا پڑے گا..... خود سے باتیں کرو اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اللہ ہی سب سے عظیم اور عالی مرتبہ والا ہے وہی کسی دن کسی جگہ تمھاری محنت کا پھل ضرور دے گا۔''

وقار: ''پروفیسر صاحب، آپ کی باتوں میں تو جادو ہے، سچ آپ کی باتوں نے تو میرے اندر توانائی پیدا کر دی ہے۔ میں پر اعتماد محسوس کرنے لگا ہوں۔ اب مجھے لگنے لگا ہے کہ میرے اندر بھی صلاحیتیں موجود ہیں جن کو میں منفی سوچ کی وجہ سے نظر انداز کرتا رہا۔ میں بھی زندگی کی سرگرمیوں میں حصہ لوں گا اور ہر موڑ پر آگے بڑھوں گا، دنیا کو بتا دوں گا کہ میں بھی کسی سے کم نہیں۔''

پروفیسر گلفام: ''تو کیا خیال ہے، سفر منسوخ کریں۔''

وقار: (مسکراتے ہوئے) ''جی۔''

(دونوں ایئر پورٹ سے نکلتے ہیں اور گاڑی میں بیٹھ جاتے ہیں)

(آٹھواں سین)

(فرسٹ ائیر ٹیم اپنے کیپٹن یعقوب کے خلاف نعرہ بازی کر رہی ہے۔ ''ایسا کیپٹن نہیں چلے گا، کیپٹن کو آؤٹ کرو، کرکٹ ٹیم سے آؤٹ کرو ستار کو کیپٹن بناؤ''..... کوچ آتا ہے اور ہلچل ہوتی دیکھ کر پوچھتا ہے کہ)

کوچ: ''مجھے کوئی بتائے گا کہ یہ کیا ہو رہا ہے کیوں کیپٹن کے خلاف نعرہ بازی ہو رہی ہے؟''

ستار: ''سر، یعقوب کھیل میں رشتہ داری بیچ میں لا رہا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ کیپٹن ہونے کی حیثیت سے یہ کچھ بھی کر سکتا ہے..... سر مجھے پورا یقین ہے یہ اپنے بھائی کی ٹیم کو جتانے کے لئے ہماری ٹیم میں شامل ہوا ہے..... سر ہم ایسے لڑکے پر ہرگز بھروسہ نہیں کر سکتے۔''

کوچ: ''مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا۔'' (یعقوب اور انٹر کی ٹیم مسکرا کر ستار کو جلاتی ہے)

ستار: ''سر، کیوں کچھ نہیں ہو سکتا؟''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کوچ: ''چار دن بعد مقابلہ ہے، آپ لوگوں کو اس سے اچھا کرکٹر اور کہاں ملے گا۔''

وقار: ''مل سکتا ہے سر....''

(ستارا اور جمشید مڑ کر دیکھتے ہیں تو وقار سامنے کھڑا ہوتا ہے....وقار اور پروفیسر صاحب کوچ کے قریب آتے ہیں، وقار کہتا ہے)

وقار: ''سر، کیا میں یعقوب کی جگہ ٹیم میں شامل ہو سکتا ہوں؟''

(ستارا اور جمشید ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہیں)

کوچ: ''میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔'' (کچھ دیر خاموشی طاری ہو جاتی ہے) ''بھئی اگر تمھاری کلاس راضی ہے تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔''

(تمام لڑکے ایک ساتھ بولتے ہیں ''ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے سر'')

کوچ: ''ٹھیک ہے، پھر وقار کو بھی تمھاری ٹیم میں شامل کیا جاتا ہے اور ستار کو ٹیم کا کیپٹن بنایا جاتا ہے۔''

یعقوب: ''سر آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں، میں اس فیصلے کو نہیں مانتا...''

کوچ: ''تم اکیلے اس فیصلے سے ناخوش ہو، باقی سب تو وقار کے حق میں ہیں...اکثریت ستار کے ساتھ ہے اس لئے تمھیں ٹیم سے نکالا جاتا ہے۔''

(تمام لڑکے خوشی سے سیٹی بجاتے ہیں پروفیسر گل فام وقار کو ٹیم میں شمولیت پر مبارک باد دیتے ہیں.....ستار وقار سے کہتا ہے)

ستار: ''تو تم میں بدلاؤ آ ہی گیا۔'' (خوشگوار انداز میں)

جمشید: ''مگر یہ کرشمہ ہوا کیسے؟''

ستار: ''انکل آپ نے وقار کو ایسا کیا بتایا کہ اس میں اتنا اعتماد پیدا ہو گیا؟''

پروفیسر گلفام: ''میں نے..نا نا...میں نے کچھ نہیں کیا....یہ بدلاؤ خود وقار کا لایا ہوا ہے، کیوں وقار؟'' (مسکراتے

ہوئے)

ستار: ''اب آپ دونوں مسکرا کیوں رہے ہیں؟''

وقار: ''ایسے ہی۔'' (پروفیسر اور وقار ہنسنے لگتے ہیں)

(نواں سین)

(ستار کی کرکٹ ٹیم میچ جیت گئی ہے ٹیم بہت خوش ہے....تمام کرکٹرز نے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا...وقار دس رنز بنا کر آؤٹ ہو گیا تھا مگر

اس نے فیلڈنگ میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا، کم رنز اسکور کرنے کے باوجود وہ بہت خوش ہے کہ اس نے اعتماد کے ساتھ کھیل کھیلا، سب کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا.....سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس نے زندگی کے اس بڑے چیلنج کا سامنا کیا جو آج سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا....وقار اسٹیڈیم میں پروفیسر گلفام سے ملتا ہے)

پروفیسر گلفام: ''آج کھیل، کھیل کر کیسا لگ رہا ہے؟''

وقار: ''سچ بولوں، تو میرے اندر اعتماد بحال ہو گیا ہے، ایک قسم کا جوش مجھے اکسا رہا ہے کہ ایک اور ہو جائے....''

(پروفیسر کی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں، وہ مسکرا کر وقار کو گلے لگا لیتے ہیں)

☆☆☆

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سادگی

اہم کردار:

قمر: نوجوان آدمی، امیر گھرانے سے تعلق

حمید: قمر کا بہترین دوست، متوسط گھرانے سے تعلق

بشیر: قمر کا کزن، قمر اور حمید کا ہم کلاس

اویس: قمر اور حمید کا دوست

عمر اور کرن: قمر کے بچے...اور دوسرے

(پہلا سین)

(چھٹی کا دن ہے، قمر اور اس کی فیملی ڈائینگ ٹیبل کے گرد بیٹھے ہیں اور ناشتا کر رہے ہیں۔ عمر اور کرن دونوں ایک دوسرے کی پلیٹ سے آملیٹ کھا رہے ہیں۔ بیل بجتی ہے نوکر دروازہ کھولتا ہے تھوڑی دیر بعد کچن میں، جہاں سب ناشتا کر رہے ہیں ماموں داخل ہوتے ہیں)

ماموں: ''اسلام علیکم، بہنا....ہیلو قمر صاحب، حال کیسے ہیں جناب کے؟''

قمر: ''وعلیکم السلام....''(ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہوئے)''ٹھیک ہوں، آپ اپنی سنایئے اور ساتھ میں ناشتا لیجیے۔''

ماموں: ''شکریہ، ناشتا میں گھر پر کر چکا ہوں، اب گنجائش نہیں ہے۔''

قمر کی بیوی: ''آج آپ کو ہماری یاد کیسے آ گئی بھیا؟''(مسکراتے ہوئے)

ماموں: ''نہیں بہنا، ایسی بات کر کے کیوں میرا جی جلاتی ہو، آپ سب کو کون بھول سکتا ہے بھلا، بہر حال میں یہاں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

شادی کا دعوت نامہ دینے آیا تھا، میرے بیٹے کی شادی کا دعوت نامہ، آپ سب کو آنا ہے۔'' (زور دیتے ہوئے)

قمر کی بیوی: (خوشگوار لہجے میں) '' کیوں نہیں ہم ضرور آئیں گے۔''

قمر: (بات کاٹ کر) ''مبارک ہو بھئی۔''

ماموں: ''خالی مبارک سے کام نہیں چلے گا آپ سب کو آنا پڑے گا، شادی بڑی دھوم دھام سے ہوگی انشاءاللہ، آخر کو اکلوتے بیٹے کی شادی ہے۔''

قمر: ''اچھا.... پھر تو اس شادی میں ہمارے گھر سے کوئی بھی شرکت نہیں کرے گا۔''

ماموں: ''مگر کیوں؟'' (حیران ہو کر)

قمر کی بیوی: ''وہ بھیا....''

قمر: (بات کاٹ کر) ''میں اور میری فیملی اس قسم کی شادیاں اٹینڈ نہیں کرتی اور اتنا حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے بھائی صاحب، یہ آپ بھی جانتے ہیں اور آپ کی بہن بھی کہ میں اس قسم کی شادیوں سے نفرت کرتا ہوں، میں سادگی کو ترجیح دیتا ہوں اور آپ کی بہن اور میری شادی بھی سادگی سے ہوئی تھی شاید آپ کو یاد ہو۔''

ماموں: ''ہاں تو وہ آپ دونوں کی مرضی تھی، میرا بیٹا دھوم دھام سے اپنی شادی کرنا چاہتا ہے تو اس میں برائی کیا ہے۔''

قمر: ''ہاں تو کیجئے نا، مگر پلیز ہم کو ان سب مصیبتوں سے دور ہی رکھیں، یہی بہتر ہوگا۔'' (اٹھ کر بچوں کے ساتھ باہر چلا جاتا ہے)

ماموں: ''بہنا.... اب تم ہی سمجھاؤ اپنے شوہر کو....''

قمر کی بیوی: ''بھیا... یہ بات آپ کیوں نہیں سمجھتے کہ اب میں ان کی بیوی ہوں، ان کا ہر فیصلہ ہے میرا فیصلہ ہے اور وہ غلط کیا کہہ رہے تھے وہ ٹھیک ہی کہہ رہے تھے اور میں ان کے ہر فیصلے میں ان کے ساتھ ہوں۔''

ماموں: ''ٹھیک ہے، پھر میں چلتا ہوں۔'' (افسردہ ہوتے ہوئے)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

قمر کی بیوی: ''خدا حافظ...''

ماموں: (بہن کو دیکھتے ہوئے) ''خدا حافظ....''

(دوسرا سین)

(قمر اپنے بچوں کے ساتھ گھر کے پاس والے پارک میں کچھ دیر ٹہلتا ہے اور پھر ایک بینچ پر بیٹھ جاتے ہیں۔ عمر جو کرن سے بڑا ہے وہ اپنے ابو سے سوال کرتا ہے)

عمر: (معصومیت سے) ''ابو...دھوم دھام والی شادی اور سادگی والی شادی میں کیا فرق ہے؟''

قمر: ''بیٹا، فرق صرف اتنا ہے کہ سادگی والی شادی پرسکون اور دھوم دھام والی بے سکون ہوتی ہے۔ نہ صرف شادی والے گھر کو بلکہ اڑوس پڑوس کے لوگوں کو بھی پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ بے جا فضول خرچی بھی ہوتی ہے۔''

عمر: ''ابو...آپ کے پاس تو بہت پیسہ ہے تو آپ اور امی نے سادگی والی شادی کیوں کی؟''

قمر: ''بیٹا، زندگی میں کچھ ایسے تجربے ہوتے ہیں جن سے انسان کو بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے اور میری زندگی بھی ایک بہت ہی اہم تجربے سے جڑی ہے جس سے میں نے اپنی زندگی کا رخ تھوڑا بدل دیا، پتا ہے بیٹا پہلے میں بھی اسی طرح کی شادیوں کو اہمیت دیتا تھا لیکن پھر ایک دن میرے ایک دوست نے میری آنکھیں کھول دیں۔''

عمر: ''ابو، ہمیں بھی بتائیے وہ کیا تھا جس نے آپ کے خیالات کو بدلا...؟''

قمر: ''جاننا چاہتے ہو تو سنو.... یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں بی ایس سی کلاس کا طالب علم تھا میری کلاس میں میرے ساتھ آپ کے چچا بشیر بھی پڑھا کرتے تھے، حمید نامی لڑکا میرا گہرا دوست تھا۔ بشیر اور حمید میں کبھی بنتی نہیں تھی بشیر ہمیشہ حمید کو مڈل کلاس ہونے کا طعنہ دیا کرتا تھا مگر حمید پر ان سب کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا کیونکہ وہ خوش تھا کہ وہ ایک اچھے خاندان سے تعلق رکھتا ہے، جو پڑھا لکھا بھی ہے اور سمجھ دار بھی۔ اویس نامی ایک دوست بھی ہوا کرتا تھا وہ زیادہ پڑھائی پر دھیان نہیں دیتا تھا کیونکہ اس کی زندگی میں موج مستی ہی سب کچھ تھا، خیر یہ تو تھا میرے دوستوں کا

تعارف....اب سنو اصل واقعہ، ایک دن حمید میرے گھر آیا...''

(تیسرا سین)

حمید: ''ہیلو....سیٹھ صاحب (مذاقاً) کیا حال ہے؟''

قمر: ''بالکل ٹھیک....تم سناؤ کہاں ہو....دو دن سے کالج نہیں آئے۔''

حمید: ''ہاں یار، گھریلو کام کے سلسلے میں چھٹی کرنی پڑی.....یہ لو کارڈ، میری بہن کی شادی ہے، چھوٹی سی دعوت ہے، اس لئے دوستوں میں صرف تم ہی میرے بیسٹ ہو....تو تمہیں انوائیٹ کرنے آیا ہوں، ضرور آنا ورنہ.....''

قمر: ''شادی کی مبارک ہو، مگر میں شاید نہ آسکوں کیونکہ اگلے تین دن بعد میری بہن کی بھی شادی طے پائی ہے تو.....''

حمید: (بات کاٹ کر) ''مجھے کچھ نہیں سننا، تمھیں آنا ہی پڑے گا، یار تھوڑی دیر کی بات ہے۔''

قمر: ''چلو ٹھیک ہے، میں آؤں گا۔''

حمید: ''یہ ہوئی نا اچھے دوستوں والی بات۔'' (مسکراتے ہوئے)

قمر: ''اچھا اندر آؤ....کوئی چائے یا کوفی.....''

حمید: ''نہیں یار ابھی نہیں آسکتا، کچھ کام ہے پھر کبھی...ٹھیک ہے پھر خدا حافظ۔'' (ہاتھ ملاتے ہوئے)

قمر: ''خدا حافظ۔''

(چوتھا سین)

(حمید کا گھر ہے شادی کا دن... چند گنتی کے مہمان مدعو کئے گئے ہیں۔ قمر آتا ہے اور ایک خوبصورت پھولوں کا گلدستہ حمید کو دیتے ہوئے اسے دوبارہ شادی کی مبارک باد دیتا ہے۔)

قمر: ''یار....آج شادی ہی ہے نا یا میں نے کارڈ میں تاریخ...''

حمید: (بات کاٹ کر) ''ہاں قمر آج شادی ہی ہے، آؤ میں تمھیں دولہے سے ملواؤں۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

(حمید قمر کو اپنے بہنوئی سے ملواتا ہے، کچھ دیر باتیں ہوتی ہیں اور پھر کھانا شروع کیا جاتا ہے، کھانا اتنا بنایا گیا ہے جتنا کہ تمام مہمان سیر ہو کر کھا سکیں وہ اس لئے تاکہ کھانا زیادہ ضائع نہ ہو، کھانے میں صرف دو ڈشز، قورمہ اور میٹھے چاول بنائے گئے....کھانے سے فارغ ہونے کے بعد حمید، قمر کے ساتھ باتیں کرتا ہے۔)

حمید: ''بتاؤ...کیسا لگا کھانا...؟''

قمر: ''کھانا بہت لذیذ تھا مگر ایک بات بتاؤ کچھ عجیب سا نہیں لگتا، صرف دو ڈشز....''

حمید: ''کچھ عجیب نہیں لگتا، انسان کو جتنی چادر ہو اتنے ہی پاؤں پھیلانے چاہئیں اور ویسے بھی...''

قمر: ''اس لئے تم نے اپنی چادر کے مطابق لوگوں کو مدعو کیا ہے، ویسے تم لوگ اتنے غریب بھی نہیں ہو کہ شادی میں رشتے داروں، پڑوسیوں، دوستوں کو انوائیٹ بھی نہ کر سکو، اب تو غریب سے غریب بھی اپنے بیٹے، بیٹیوں کی شادی دھوم دھام سے کرتا ہے چاہے اس کے لئے اسے قرضہ ہی کیوں نہ لینا پڑے۔''

حمید: ''قمر تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو، بات صرف پیسوں کی نہیں ہے بلکہ اسلامی رو سے سادگی سے شادی کرنا عملاً صحیح ہے اور ان لوگوں سے زیادہ بے وقوف کون ہو سکتا ہے جو صرف ظاہری دکھاوے کیلئے اپنے آپ کو قرضے میں دبا لیں۔'' (دونوں تھوڑی دیر خاموش رہتے ہیں پھر قمر کہتا ہے)

قمر: ''اچھا دوست مجھے لگتا ہے اب مجھے چلنا چاہئے، اگر تھوڑی دیر اور یہاں رہا تو شاید ہم دونوں میں لڑائی ہو جائے۔''

حمید: ''کیا یار....کیسی باتیں کر رہے ہو تم....''

قمر: ''ہمارے ہاں شادی میں آنا نہ بھولنا، میں تمھاری راہ دیکھوں گا۔''

حمید: ''ضرور آؤں گا تم اتنا کہہ رہے ہو اس لئے ورنہ....خدا حافظ''

قمر: ''خدا حافظ''

(پانچواں سین)

(قمر کے گھر شادی ہو رہی ہے رات کا وقت ہے بینڈ باجوں اور موسیقی کی آواز دور کے گھروں تک سنائی دے رہی ہے۔حمید جونہی قمر کے گھر کی گلی میں قدم رکھتا ہے، اسے دور سے ہی باجوں کی آواز، پٹاخے، گانوں کا شور سنائی دے رہا ہے، بلب تو اتنے لگے ہیں کہ جس سے صاف پتا چلتا ہے کہ قوم کی بجلی کس طرح ضائع ہو رہی ہے۔حمید کے ذہن میں یہ سب دیکھ کر صرف منفی سوالات ابھر رہے ہیں حمید، قمر کے گھر کے دروازے سے قبل ان بڑی بڑی گاڑیوں کے درمیان سے ہو کر گذرا جس میں مہمان بیٹھ کر آئے تھے۔حمید گھر میں داخل ہوتا ہے قمر کے بھائی اور بھابھی اسے ویلکم کہتے ہیں، حمید انھیں گلدستے کے ساتھ مبارک باد دے کر اندر چلا جاتا ہے اور ادھر ادھر نظر گھماتا کہ شاید اتنی بھیڑ میں اس کا دوست اسے نظر آجائے اور من ہی من میں سوچتا ہے کہ اتنے لوگوں میں وہ اپنے دوست کو کہاں ڈھونڈے.....اتنے میں کوئی حمید کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہے حمید پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے تو بشیر کھڑا ہوتا ہے)

بشیر: ''السلام علیکم، کیسے ہو تم'' (ہاتھ ملاتے ہوئے)

حمید: ''ٹھیک ہوں (حیران ہو کر) تمھارا یہ روپ پہلی بار دیکھ رہا ہوں، دس از ان ایکسپیکٹڈ (یہ غیر متوقع ہے)''

بشیر: ''ویسے ایکسپیکٹ تو میں نے تمھیں بھی نہیں کیا تھا، ضرور قمر ہی نے...''

حمید: ''ہاں ٹھیک سوچا تم نے، قمر نے اصرار کیا تھا اس لئے آیا ہوں ورنہ مجھے اس قسم کی شادیوں میں جانے کا شوق نہیں ہے۔''

بشیر: (زوردار قہقہہ لگاتے ہوئے) ''شوق....مطلب کہ جب شوق ہوتا تو.... ہاہا... پتا ہے تم جیسے لوگوں کی پرابلم کیا ہے، جو چیز تمھیں میسر نہیں ہوتی، اسے تم لوگ دوسروں کے سامنے برا کہتے ہو کیونکہ تم جلتے ہو، ہم سے ہماری خوشیوں سے۔''

حمید: ''تم لوگ گھر آئے ہوئے مہمان کیساتھ اس طرح سے برتاؤ کرتے ہو، یہ عزت دیتے ہو انھیں....؟''

بشیر: ''عزت....کون سی عزت کی بات کر رہے ہو تم...عزت ان کو دی جاتی ہے جو معاشرے میں کچھ رتبہ رکھتے ہوں، کوئی بے وقوف ہی ہوگا جو تم جیسے لوگوں سے بات بھی کرے....''

قمر: ''پھر تو تم سے بڑا بیوقوف کون ہوسکتا ہے، ہاں بشیر'' (بات کاٹتے ہوئے)....''ہیلو حمید....''

(حمید، قمر اور اویس ایک دوسرے سے ہیلو ہائے کرتے ہیں، اویس قمر کے ساتھ آتا ہے اور پھر قمر بشیر سے کہتا ہے)

قمر: ''بشیر اگر تمھیں حمید سے بات کرنا اتنا برا لگتا ہے تو تم یہاں کھڑے بھی کیوں ہو، تمھیں اپنے دوستوں کے ساتھ ہونا چاہیے نہ....''

اویس: (طنز کرتے ہوئے) ''ہوسکتا ہے اس کے دوست اس کے اس رویہ کی وجہ سے اس سے بات نہ کرنا چاہتے ہوں۔''

بشیر: ''شٹ اپ اویس....'' (اویس سے کہہ کر وہاں سے چلا جاتا ہے)

(تھوڑی دیر بعد بشیر کا بھائی آتا ہے اور قمر سے کہتا ہے)

ننھا: ''قمر بھائی جان آپ کو ابو بلا رہے ہیں۔''

قمر: ''ٹھیک ہے میں ابھی آتا ہوں.....معاف کرنا دوستوں مجھے جانا پڑے گا....حمید تمھیں اویس کے ساتھ تھوڑا وقت گزارنا پڑے گا....''

حمید: ''کوئی بات نہیں، ابھی بشیر کو برداشت کیا تھا تو اویس تو اس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔'' (اویس، حمید کے پیٹھ پر ہاتھ مارتا ہے اور مسکرا دیتا ہے، قمر چلا جاتا ہے پھر حمید اور اویس شریکِ گفتگو ہو جاتے ہیں)

اویس: ''ان امیر لوگوں کے بھی عجیب ہی چونچلے ہیں، اتنی شاندار پارٹی تو میں نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھی.... یار پیسہ تو پانی کی طرح بہاتے ہیں، قمر نے مجھے یہاں کی ہر چیز کا معائنہ کرایا ہے، کیا کیا انتظامات کئے ہیں چلو میں تمھیں بھی سیر کرا دوں۔''

(اویس باری باری سب حصے دکھاتا ہے اور پھر گیٹ کے باہر آ کر گفتگو کرتے ہیں)

حمید: ''اتنے مہمان، ایسا لگتا ہے کہ جیسے پورے شہر کو بلا ڈالا ہو، یہ شادی ہے یا سیاسی جلسہ...''

اویس: ''آج کل تو شادیاں ایسی ہی ہوتی ہیں جلسوں والی....قمر تو بتا رہا تھا کہ وہ کچھ کے سوا بہت سوں کو تو جانتا بھی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

نہیں اور تو اور مہمانوں میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو یہ تک نہیں جانتے کہ مہمان کون ہے اور میزبان کون .....اور میں ایک بات بتاؤں ابھی میں جب قمر کے ساتھ تھا تو ایک بزرگ آدمی قمر سے ٹکرا گئے ....اس سے پہلے کہ قمر کچھ کہتا وہ بزرگ برس پڑے، دیکھ کر نہیں چل سکتے اندھے ہو کیا پتا نہیں ادریس صاحب (قمر کے والد) بھی کن کن لوگوں کو مدعو کر لیتے ہیں۔''

(حمید اور اویس دونوں ہاتھ پر ہاتھ مار کر زور سے ہنس پڑتے ہیں)

حمید: ''پھر کیا ہوا؟''

اویس: ''پھر کیا تھا...قمر خاموشی سے دیکھتا رہ گیا....خیر چھوڑو قمر کو....فل حال کھانے کی خوشبوئیں میرے پیٹ میں چوہے دوڑا رہی ہیں۔''

حمید: ''کیا یار...تو نہیں سدھرے گا...(مسکراتے ہوئے)''

اویس: ''ابے یار میری آنکھوں کے سامنے ابھی بھی وہ بریانی، قورمہ، کوفتے، کباب، مٹھائی، شاہی ٹکڑے، روسٹ، کسٹرڈ اور دوسری چیزیں جو یہاں بن رہی ہیں مجھے دکھائی دے رہی ہیں۔'' (جذباتی ہوتے ہوئے)

حمید: ''اتنا کھانا بنایا ہے کھانے سے زیادہ ضائع ہوگا....سوچ کر ہی حیرت ہوتی ہے کہیں کسی غریب کو ایک وقت کی روٹی بھی کھانے کو نصیب نہیں ہوتی یہاں تو یہ عالم ہے کہ کھاتے پیتے گھر کے لوگوں کے لئے اتنی تعداد میں ڈشز بنوائی جا رہی ہیں صرف یہ دکھانے کے لئے کہ ان کے پاس کتنا پیسہ ہے۔''

اویس: ''صحیح کہا تم نے حمید....صرف یہی نہیں بلکہ لوگ ایک دوسرے سے اس معاملے میں مقابلہ کرتے ہیں کہ کون اس بار شاندار پارٹی دے اور گھر گھر اس کی چرچا ہو۔''

حمید: ''اتنی تیز آواز میں یہ لوگ گانے چلاتے ہیں جیسے اس کے بغیر شادی نہیں ہو سکتی؟''

اویس: ''آج کل کے دور میں تو شاید نہیں، کیونکہ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے بغیر شادی کا مزہ نہیں آتا اور تو اور اگر ایسا نہ کریں تو لوگوں کو کیسے پتا چلے گا کہ اس محلے کے اس گھر میں شادی ہو رہی ہے اب تو یہ شادی کا حصہ بن

چکا ہے۔''

حمید: ''چاہے اس وجہ سے پڑوسی ہی کیوں نہ متاثر ہو رہے ہوں....'' (بات کرتے ہوئے حمید کی نظر ایمبولینس پر پڑتی ہے جو اسی گلی کے ایک گیٹ کے سامنے آ کر رکتی ہے۔ حمید، اویس سے پوچھتا ہے) ''وہاں کیا ہوا ہے...ایمبولینس یہاں کیسے...؟''

اویس: ''چلو چل کر پتا لگاتے ہیں۔''

(کچھ لوگ ایمبولینس کے گرد جمع ہوتے ہیں حمید اور اویس بھی قریب پہنچ کر دریافت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان میں سے مریض کا 14 سالہ بیٹا انہیں ساری تفصیل بتاتا ہے)

حمید: ''کیا ہوا...کون تھے وہ اور انھیں کیا ہوا؟''

مریض کا بیٹا: (دکھ بھرے لہجے میں) ''وہ میرے ابو ہیں، انھیں ہارٹ اٹیک ہوا ہے تو میرے بڑے بھائی انہیں ہسپتال لے گئے ہیں۔'' (یک دم جوش میں آتے ہوئے) ''اور یہ سب کچھ ان لوگوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ اگر میرے ابو کو کچھ ہو گیا تو میں ان کی بھی خوشیوں کو غموں میں بدل دوں گا۔''

حمید: ''کیا مطلب ہے تمھارا....؟''

مریض کا بیٹا: (دھیمے لہجے میں) ''میرے ابو کو پہلی بار ہارٹ اٹیک ایک مہینے پہلے ہوا تھا وہ اتنا دردناک نہیں تھا۔ اس لئے دو ہفتے بعد انھیں ہسپتال سے ڈسچارج کر دیا گیا تھا کر دیا گیا تھا ڈاکٹر نے اس وقت یہ کہا تھا کہ انہیں ٹینشن اور پریشانی سے دور رکھیئے گا اور یہ بھی کہا تھا کہ انھیں آرام کی بہت ضرورت ہے مگر انہیں آرام کیسے ملتا۔ ان لوگوں نے اتنا بڑا اڈیک لگا رکھا ہے محلے والوں کو پریشان کرنے کے لئے....ان پٹاخوں کی دھماکے دار آوازوں نے انہیں آرام کرنے کا موقع ہی کہاں دیا، جس کا نتیجہ آپ نے بھی دیکھا ابھی....سچ اگر میرے ابو کو کچھ ہوا تو میں انہیں معاف نہیں کروں گا۔''

(مریض کا بیٹا، غمزدہ چہرا لئے اپنے گھر میں چلا جاتا ہے۔ حمید اور اویس دوبارہ قمر کے گھر کے گیٹ کی جانب جاتے

ہیں اور وہیں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بشیر اور قمر آتے ہیں)

قمر: ''تم دونوں باہر گیٹ کے پاس کیا کر رہے ہو؟'' (قمر پوچھتا ہے)

اویس: ''یہ سب تمھاری وجہ سے ہوا ہے۔''

قمر: ''ہماری وجہ سے ہوا ہے، بھئی صاف صاف بتاؤ کیا ہوا ہے ہماری وجہ سے؟''

اویس: ''ہارٹ اٹیک... آج تمھارے پڑوس میں ایک آدمی کو ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ بھی تمھارے ان ہنگاموں اور شور شرابے کی وجہ سے۔''

قمر: ''کون وہ سامنے والے گھر کے جبار صاحب کو....؟''

اویس: ''ہاں... وہی....''

بشیر: ''وہ ہارٹ پیشنٹ پہلے ہی تھے اس میں ہمارا کیا قصور ہے اور کون سا یہ ان کو پہلا دورہ پڑا ہے ایک مہینے پہلے بھی انھیں اٹیک ہوا تھا، تب تو کوئی ہنگامہ یا شور یہاں نہیں تھا۔''

حمید: ''قصور ہے تمھارا.... کیونکہ وہ شخص جسے ان دنوں آرام وسکون کی ضرورت تھی تم لوگوں نے اپنی خوشی کی خاطر نظر انداز کر دیا۔''

بشیر: (طیش میں آ کر) ''اگر محلے میں کوئی شخص بیمار ہے تو اس میں ہمارا قصور ہے.... ہم ان کے لئے اپنی خوشیاں بھی نہ منائیں۔''

حمید: ''حقوق العباد بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ اگر تمھیں پتا ہو تو... اور ویسے بھی مجھے تم سے کوئی توقع بھی نہیں ہے کہ تم ان سب باتوں کو جانتے ہو گے۔''

قمر: ''حمید یار تمھیں کیا ہو گیا ہے؟.... یہ کس مسئلے کو لئے بیٹھے ہو تم، جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا اب ہم کیا کر سکتے ہیں، ہمیں پارٹی انجوائے کرنا چاہئے۔''

حمید: (حیران ہو کر) ''قمر یہ تم کہہ رہے ہو... مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔''

بشیر: ''قمر میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا... جمید کو ہماری خوشیاں ہضم نہیں ہونگی۔''

قمر: ''تم چپ کرو بشیر...''

حمید: (بات کاٹ کر) ''دوسروں کو پریشان کرنا خوشی ہے تمھاری.... کیا یہ فضول رسمیں کسی انسان کی زندگی سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں اور شادیاں سادگی سے بھی تو ہوسکتی ہیں..... ٹھیک ہے مہمانوں کو بلانا ہے بلاؤ، یوں ڈھنڈھورا پیٹنے کی کیا ضرورت ہے، ان پٹاخوں اور سنگیت کے بنا بھی تو شادی ہوسکتی ہے تاکہ اڑوس پڑوس والوں کو تکلیف نہ ہو..... اور صرف بیمار آدمی پر ہی اس کا برا اثر نہیں پڑتا بلکہ ہوسکتا ہے کہ کل کسی کا امتحان ہونے والا ہو اور وہ اس شور شرابے میں ٹھیک سے تیاری بھی نہ کر سکے اور امتحان میں فیل ہو جائے۔ اس سے نہ صرف اس کا کیریئر متاثر ہوگا بلکہ والدین کی امیدیں بھی خاک میں مل جائیں گی۔ کبھی ان باتوں پر غور کیا ہے.... کیا قمر تم میرے گھر پر ان سب چیزوں کے لئے اتنا اترا رہے تھے، ارے میں کہتا ہوں کہ ہمارے ہاں چاہے دو ڈشز ہی کیوں نہ تھیں، کم لوگ تھے، پر اس

سے بہتر شادی میرے لئے کوئی ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ اس میں محبت تھی، میل ملاپ تھا، سکون تھا.... ہمارے لئے بھی اور پڑوسیوں کے لئے بھی.... مجھے فخر ہے کہ میرے گھر سادگی سے شادی ہوئی مگر افسوس تو اس بات کا ہے کہ آج ایسی شادی میں شریک ہوا جو نہ صرف گھر والوں کے لئے بلکہ اوروں کیلئے بھی باعث اذیت ہے.... میرے لئے باعث شرم بات ہے کہ میں ایسی رسموں میں شریک ہوا... میں اب یہاں ایک پل کے لیے بھی نہیں رکنا چاہتا اور یہاں سے جا رہا ہوں اس امید کے ساتھ کہ شاید میری باتوں اور اس واقعہ کا تم پر بھی کچھ اثر ہو جائے۔''

(حمید جانے لگتا ہے تو اویس اسے روک کر کہتا ہے)

اویس: ''رکو حمید... میں بھی تمھارے ساتھ چلتا ہوں میں بھی وہاں ایک پل نہیں رک سکتا جہاں صرف خود غرضی ہو اپنی خوشی پیاری ہو اور دوسروں کی لئے کوئی جذبات نہ ہوں۔''

(چھٹا سین)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

قمر: ''اس دن مجھے احساس ہوا کہ میں کتنا غلط تھا (قمر اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہے)....پھر میں نے بھی اپنے اصول بدل دیئے اور ان سب رسموں کو چھوڑ دیا جو بے معنی اور خود پسندی پر مبنی تھیں، اس لئے میں اب آج کل کی فضول رسموں اور شور شرابے والی شادیوں میں جانا پسند نہیں کرتا۔''

عمر: ''ابو، آپ کے دوست جو آپ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے کیا وہ واپس نہیں آئے۔''

قمر: ''بیٹا...حمید ان دوستوں میں سے ہے جو اچھے دوستوں کو کبھی نہیں چھوڑتا، اس لئے جب اسے پتا چلا کہ میں بدل چکا ہوں تو وہ مجھ سے ملنے آیا تھا اور ہماری دوستی پھر سے ہوگئی، ہم اب اکثر ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔''

کرن: ''دوستی زندہ باد۔''

☆☆☆

اُردو کُتب خانہ
URDUKUTABKHANAPK.BLOGSPOT